اندرونی صفحات میں

■ نعمان کیٹیلو ■ حقوق ملکیت
■ تجارت پسندی ■ آمدورفت
■ پولیس منصوبہ ■ GIS نقشہ جاتی منصوبہ
■ پارکوں کا تجزیہ

شہری
برائے بہتر ماحول
جولائی تا دسمبر 2011ء Vol. 21/No.2

بے شک محدودے چند باشعور شہری گروہ یقیناً دو عالم کو بدل سکتا ہے۔ مارگریٹ میڈ
-Margaret Mead

کراچی کے راستوں کی تجارت پسندی کے نفاذ کی پالیسی کا تخمینہ
ایک تجزیاتی مطالعہ

حال ہی میں شہری CBE کے زیر نگرانی شہری CBE کے ممبرو منصوبہ ساز جناب فرحان انور صاحب نے ایک عمیق مطالعہ سرانجام دیا جو سماجی اور ماحولیاتی تاثرات برائے کراچی کے راستوں اور شاہراہوں کی تجارت پسندی اور شہری ترقی کی بہتری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے۔ موجودہ تصویری خاکہ کلیدی معروضات اور مطالعی معلومات پر مبنی ہے۔

شہر کراچی ایک کروڑ 60 لاکھ کی آبادی کا شہر پاکستان کا ایک مضبوط اقتصادی قلعہ ہے جو 3600 مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔ لامتناہی دیہاتی قدرتی مناظر، تعلیمیافتہ عوام الناس، ایک اہم فنِ حرب (فوجی) کی ضرورت کے مطابق اور ایک تیز رفتار ترقی یافتہ خدمات انجام دینے والی خوبیوں کا حامل ہے جو مرکزی دنیا کے بڑے سے بڑے شہری تقابل میں صف آرا ہے دنیا کے معدودے چند شہر ہی یہ فخریہ پیشکش کر سکتے ہیں جو براہ راست اور قدرتی دیہاتی مناظر شہر کراچی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے شہر کراچی ایک بیش قیمت تعمیری میراث کا حامل بھی ہے۔ کراچی، پاکستان کا ایک خاص تجارتی اور صنعتی مرکز بھی ہے 2007ء میں اسکی سلانہ سرمایہ کاری کا تناسب ملکی اعتبار سے 50% فی صد اور صوبائی اعتبار سے 80% فی صد سے تجاوز کر گیا۔ شہر کراچی ملک کے ایک تہائی مجموعی پیداوار کا بڑے پیمانے پر صنعتی اعتبار سے 24% فی صد مالیاتی اور بیمہ کے تناظر میں اور 20 % فی صد باربرداری و آمدورفت کے تناظر میں حساب دیتا ہے۔ بہر حال باوجود مثبت نشانیوں کے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ حکومتی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے جسمیں ترتیبی اور غیر منظم مادی ترقیاں جسکے ساتھ تخویف آلودگی بھی شامل ہیں، اراضی/زمین اب عوام الناس کیلئے منافع بخش سماجی ملکیت نہیں رہی بلکہ یہ اب ایک تجارتی شے ہو کر رہ گئی ہے۔ عوامی تقریبات جن سے مالی منفعت حاصل ہو سکتی ہے وہ بھی اسی اراضی کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

مقدماتی تجزیہ غیر منظم تجارت پسندی برائے اراضی کراچی کا ایک سرسری خاکہ پیش کرتا ہے جو تجارتی مال کی راہوں اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی (CDGK) کی پالیسی فیصلوں کے تابع ہے جو مختلف ذرائع نقل و حمل اندرون شہر کی تجارت پسندی کی اجازت دیتی ہے زیر سرپرستی CDGK کی تبدیلی اراضی اور ماسٹر پلان پالیسی 2003ء کے قوانین کے تحت جو 12 فروری 2004ء کو نافذ العمل ہوا تھا۔ کئی مداخلتی پلان کا تجزیہ کیا گیا اور اس بحث کا اعادہ کیا گیا کہ شہری ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے حوالے سے صحیح گرفت و کنٹرول کا فقدان ہے۔ پلاننگ و تشکیلی عمل کی ترقی کے ضمن میں مختلف کوتاہیوں کے نتیجے میں اراضی حاصل کی جاتی ہے اور غیر قانونی طریقے اور ایک مضبوط رابطے نجی ترقیاتی شعبوں، سیاسی شخصیتوں اور ضابطہ پرستوں کی معرفت۔ اس کج روی کے خاص الخاص اور زبردست اعلان کو بدقسمتی سے پر آسائش سہولت سے تجارت پسندی اراضی کا نام دیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مطلب سکونت پذیر یا آسائش سہولت سے تجارت پسندی کی جانب موجودہ اراضی کے استعمال کو تبدیل کرنا ہے۔ شاہراہ فیصل کی تجارت پسندی کے منصوبے کا مقدماتی تجزیہ کیا گیا۔ شہر کے تجارت پسندی کے عمل کا جائزہ لیتے ہوئے۔ چند ضروری اقدامات برائے درستگی بُحران جو فطری طور پر حائل ہو رہے ہیں کو آشکار کیا گیا ہے مثال کے طور پر بڑھتا ہوا تجارتی اراضی کے حصول کا رجحان، حکومتی کمزوریاں، ترقیاتی اور عمل واضح کی کمی، بدعنوانی و بے ضابطگی کے عوامل وغیرہ۔

اداریہ

حکومتی متن۔اداروں کا استحکام:

پاکستان میں شہری پانی / آبی اور نالوں کی صفائی کے محکموں کو کئی چیلنج کا سامنا ہے جسے اندرونی اور بیرونی دونوں جانب استحکام کی ضرورت ہے۔اس مسئلہ کو گمبھیر بنانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسے صحیح طور سے سُلجھایا نہیں گیا اور حل نہیں کیا گیا اور انکے اندرونی ، بیرونی داخلوں کی نامکمل صفائی اسکے فعالی عمل میں حائل ہے جسکی وجہ سے سہولیات پیدا نہیں ہوسکیں۔تکنیکی ناقابلیت کا ربط، ملازمت میں قابلیت اور اہلیت کو پسِ پردہ رکھنے میں سیاسی عمل دخل سے ملتا ہے۔ نقصان زدہ مالیت کی جڑیں دراصل اُن سیاسی گٹھ جوڑ میں ہیں جنکا خیال ہے کہ مالی منفعت کا زیاد حکومتی مالکان کی شہرت کی کمی کا باعث بن سکتا ہے جو عوام کے منتخب شدہ ہیں وغیرہ وغیرہ سیاسی دائرہ احاطہ بندی کی کمی اور مسلسل سیاسی دخل اندازی اور مضبوط جواری / سٹہ باز مسلسل تنزلی کی فرض کی ادائیگی کے حوالے سے ہی صرف واحد وجہ تسمیہ نہیں۔

اسکے باوجود یہ دونوں باتیں ترقیاتی عمل کی راہ میں کمزوریاں پیدا کرتی ہیں اور بہتری کی امیدوں کو مقیدّ کردیتی ہیں۔اُن افادیت کو معدوم کردیتی ہیں جو آئیندہ آنے والی ہوں۔ایک مبہم اور کثرت تنوع پالیسی سازی اور جواندھی کی سطح پہ ان قائم شدہ اداروں کی خاصیت بیان کرتی ہے مثلاً پنجاب میں WASA، کراچی میں KWHSB جو اپنے اپنے حکومتی عوامل کے زیر اثر ہیں۔یہ ہوسکتا ہے کہ منصوبہ یا نقشے کے تحت ہو یا نادہندہ بہرحال جیسی بھی صورت حال ہو بے ضابطہ حکومت اقدامات بھی ایک دوسری وجہ ہے ایک محدود آزادانہ آبی ذخائر سیراب کرتے ہیں پالیسی مرتب کرے اور ان پر اخراجات کے حوالے سے جسکے لئے ظاہر ہے وہ خود ہی جوابدہ ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وسائل کو اختیار کیا جائے جو زیادہ سے زیادہ منفعت بخش اور ضرورت کے آزادانہ استعمال کے حامل ہوں۔ہمیں ایک نیا حکمرانی طریقہ اپنانا ہوگا جو ایک نیا نمونہ، نئی مثال ، نیا نقطۂ نگار اور ایک سہولیات سے معمور باضابطہ ڈھانچہ جو مستقبل میں نئی ترقی اور مالی منفعت کا ضامن ہو۔ اگر ہم مادی اسراف کی انتظامیہ کا جازہ لیں تو متعلقہ تراکیب بھی ایک زنجیر سے منسلک ہیں۔اسراف کو کم کرنے کے کام سے لیکر اسراف کو ٹھکانے لگانے کے عمل تک اندرونی علاقہ جات کے مسائل بھی حل نہیں کئے گئے کیونکہ سنگین مسائل پوری زنجیری تسلسل میں موجود ہیں۔لہٰذہ اس سیکٹر انوسٹمنٹ کی پذیرائی مثال ہے۔

یہی کچھ حال آبی اور نالوں کی صفائی کے محکموں کا تھا۔ اس سمجھوتے کو فعال بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ گورنمنٹ ہی سب کچھ مہیا نہیں کرتی بلکہ اس (حکومت) کو چاہیئے کہ مہیا ہونے کی یقین دہانی کرائے جسکا مفہوم یہ ہے کہ بیرونی ذرائع امداد تلاش کی جائے۔اسراف کے دوبارہ استعمال میں بہت بڑا فائدہ ہے۔یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے عوام الناس کی سہولتوں میں اضافہ ہوسکتا ہے اور بینک کا ادارہ اسکی کشپت پناہی بھی کرسکتا ہے۔

اسراف کے اس دیوہیل ڈھیر کو حکومتی ملکیت میں تبدیل کرنا بھی ایک منفعت بخش کام ہے جسمیں سے حکومت کو Methane (گیس) یعنی کاربن کریڈٹ حاصل ہونگے جنہیں جلا کر حاصل کیا جاسکتا ہے۔شعبہ جاتی حساب کتاب بھی وقت کی ایک اہم ضرورت ہے جنکی غیر موجودگی ترقی وکامیابی کی تمام منفعتی راہیں مفقود کردیتی ہیں۔

SHEHRI
88-R, Block 2, P.E.C.H.S.,
Karachi-75400, Pakistan.
Tel/Fax: 9221-34530646/34382298
shehri @ onkhura.com
www.info@shehri.org

EDITOR
Farhan Anwar
Editorial Assistants
Maryam Hamid Shafiq
Mustafa Bhutto

MANAGING COMMITTEE
Chairperson : Dr. S. Raza Ali Gardezi
Vice Chairperson : Sameer H. Dodhy
General Secretary : Amber Ali Bhai
Treasurer : Naila Ahmed
Members : Derrick Dean, Hanif Sattar, Rolad de'Souza

SHEHRI STAFF
Co-ordinator : Sarwar Khalid
Asst. Co-ordinator : Mohammad Rehan Ashraf

SHEHRI Founding Members
1. Mr. Khalid Nadvi (Economist)
2. Barrister Qazi Faez Isa
3. Ms. Humaira Rehman (Architect)
4. Mr. Danish Azar Zuby (Architect)
5. Mr. Navaid Husain (Architect)
6. Barrister Zain Sheikh
7. Dr. Kaiser Bengali (Economist)

Contributions are welcome

Intersted contributors should contact the SHEHRI office for writers guidelines. SHEHRI newsletter readership is from students, professionals, environmentalists, policy makers, NGOs and other organizations.

Views expressed herein do not necessarily express the views of the Editor/Editorial Board.

Composed by: Shah Graphics
Printed by : Samina Printers Tel : 03343445241

For the printing of this newsletter SHEHRI-CBE acknowledges the support of The Friedrich-Naumann Foundation

SHEHRI-CBE
acknowledges the support of
The Friedrich-Naumann Foundation

Member of
IUCN
The World Conservation Union

اس مطالعے نے کراچی ترقیاتی پلان 1974-75 اور کراچی کا ترقیات لائحہ عمل برائے 2020ء کا بھی تجزیہ کیا تا کہ اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ حکومت کا رجحان کس طرح تبدیل ہوتا ہے یا کس طرح حکومت خود کو اس حیرت انگیز پالیسی پر موافق کرتی ہے۔ عوامی نقطۂ نظر کا بھی مشاہدہ کیا گیا چند راستوں کی تجارت پسندی کے حوالے سے اس محاسبے کا اصل مقصد ان نظریوں کو اکٹھا کرنا تھا جو کراچی شہر کی چند منتخب نقل وحمل کی راہوں کی تجارت پسندی کے خیالات کی ترجمان رہائشی زندگی کے معیار کے مناظر میں کرتا رہا ہو۔ پزیر ہیں یعنی P E C H S (جمشید ٹاؤن) علامہ اقبال روڈ، سرسید روڈ اور خالد بن ولید روڈان رہائش پزیر لوگوں کے تقابل میں جو شیر شاہ روڈ، نارتھ ناظم آباد اور راشد منہاس روڈ میں ہیں۔

تصادم کے توزن میں انحراف:

جب تجارت پسندی کی بات چلی تو اعلیٰ سطح کی متوازن تحریر عمل میں آئی اور جوابدہی کیلئے سوال اٹھایا گیا کہ آیا تجارت پسندی تعین شدہ تھی؟ یا غیر تعین شدہ اور سطحی فیصلہ کیا تھا؟ یہی کچھ کیفیت اُس وقت بھی تھی جب

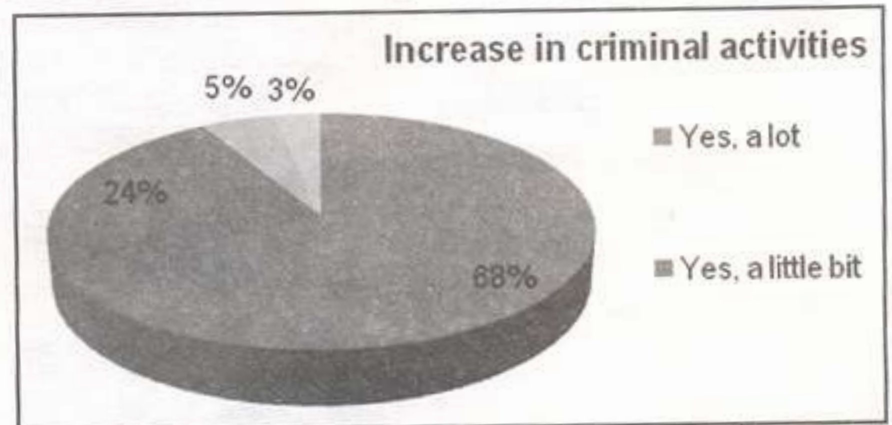

کلیدی حصول اور پالیسی کے پوشیدہ معنی اخذ کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔ایک مطالعی تجزیہ:

محاسبہ میں جو تفصیل نکلی ہے وہ کثرتِ رائے سے تجارت پسندی کے منافی ہے اور منفی تاثرات کی دلالت کرتی ہے بلکہ یہ چند دلچسپ اختلافات کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ واضح ہے کہ اعلیٰ درجہ کی حزب اختلاف نے آواز بلند کی ہے اس تجارت پسندی کے تناظر میں اور بہت گہرے فکر وتردد کا اظہار کیا گیا۔ اس منفی تاثرات یہ جو لوگ ان اطراف میں اس سہ طرفی راستوں کی پیمائش پر سکونت

ان علاقوں کے جمالیاتی حسن کے تاثرات کا جائزہ اور نباتات وراوئیدگی کی کمی کا جائزہ لیا گیا۔ ممکنہ وجوہات اس انحراف/کمی کی یہ ہوسکتی ہیں کہ اولاً شیر شاہ سوری روڈ، نارتھ ناظم آباد اور راشد منہاس روڈ نسبتاً چوڑے نقل وحمل کے راستے ہیں جو شاید تجارت پسندی کیلئے زیادہ منفعت بخش وموزوں ہیں۔ دوسرے یہ کہ تجارت پسندی پر کام عمل ان راستوں پہ P E C H S کے مقابلے میں زیادہ وکثیر ہے۔ یہ نتیجہ دوسرے دلچسپ حصول کی تائید کرتا ہے جہاں مدعاعلیہ شیر شاہ سوری روڈ، نارتھ ناظم آباد اور راشد منہاس روڈ کے 48% فی صد اور 26% فی صد عوام نے جواباً کہا کہ انہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ ان کے علاقوں کا جمالیاتی حسن وسرسبزی وشادابی کو تجارت پسندی نے نقصان پہنچایا کہ نہیں۔ اراضی کی کشادہ تبدیلی اور وسیع علاقے پہ قبضہ نے اتنا شدید تاثر سکونت پذیر لوگوں پہ نہیں ڈالا جتنا کہ اس یکا یک اور ظاہری تبدیلی نے اور وہ بھی اس قدر گنجان آباد اور گہما گہمی کے علاقوں میں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کمی بیشی مختلف اردگرد کے تصویری خاکوں کے تفریق کی دلالت کرتی ہو۔ نباتاتی کمی کے سوال کے جواب میں شیر شاہ روڈ نارتھ ناظم آباد اور راشد منہاس روڈ کے سکونت پذیر کا کہنا ہے کہ ان کا علاقہ بہر حال کبھی بھی سرسبز نہیں تھا۔

حمل ونقل: ترجیحی فکرمندی:

مدعاعلیہ سے پوچھا گیا کہ ترجیحی بنیادوں پہ توجہات برائے تجارت پسندی کے ممکنہ تاثرات اور ان سے منسلکہ مشغولیات انکے علاقوں کے تناظر میں کیا ہیں اور یہ مختلف اعداد وشمار کے لحاظ سے ظاہر ہے اور ان نتائج کی تائید ہوتی ہے کہ حمل ونقل کے مسائل ترجیحی بنیادوں پہ دیکھے جائیں ۔83% فی صد رہائشی اس بات کے حق میں ہیں کہ حمل ونقل کی تعداد ومقدار بہت وسیع ہو چکی ہے۔

جب مدعاعلیہ سے نشاندہی کیلئے پوچھا گیا کہ وہ کن خدمات اور کاموں سے بالکل غیر مطمئن ہیں۔ ادارہ نقل وحمل نے مکمل منفی تناسب (38% فی صد) حاصل کیا۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ سب سے زیادہ تناسب خالد بن ولید روڈ نے (90% فی صد) حاصل کیا جو گاڑیوں کی قطاروں کی موجودگی کی تائید کرتا ہے جو راستوں کے دونوں جانب پھیلی ہوئی ہیں۔

اس ضمن میں شہری منیجروں کی آنکھیں کھل جانی چاہیئے کہ 100% فی صد مدعا علیہ نے اپنی خالد بن ولید روڈ کے سروے میں گاڑیوں کے شوروم کو سنگین نوعیت کا مجرم ٹھہرایا ہے ان تمام تجارت پسندی کے عوامل کے تناظر میں نقل وحمل کی گمبھیر گہما گہمی کا رجحان کی تائید ہوئی جب مدعا علیان سے تناسب کا نرخ پوچھا گیا ایک سے دس (1-10) کے میزان کے حوالے سے۔ مختلف اقسام کے نتیجے راستوں کی تجارت پسندی وہاں کے رہائشی کی معیار زندگی کے تناظر میں معلوم ہوا کہ تین انجام/ نتیجے جن کا تعلق بالواسطہ اور بلاواسطہ حمل ونقل کی زیادتی سے ہے اخذ کئے گئے یعنی ہوا کی صفت میں درمانہ گی۔ (78% فی صد)شور وغل میں اضافہ(76% فی صد)اور حمل ونقل کے شعبے میں زیادتی (72% فی صد)نقل وحمل کی غلام گردش کی تنگ چوڑائی اور گاڑیوں کی بہتات کے رجحان کی وجہ سے منسلک افکار ایک مرتبہ پھر پروان چڑھ چکے ہیں PECHS روڈ پہ۔ علامہ اقبال روڈ کے مدعا علیان نے خاص راستے کو عوام کیلئے گڑبڑ جھالوں سے معمور قرار دیا ہے۔

گاڑیوں کے شوروم کی بہتات کو تجارت پسندی کے رجحان نے گھیر لیا ہے جس سے اکثریت 100% فی صد 80% فی صد اور 80% فی صد کے تناسب سے پریشان ہے جو خالد بن ولید روڈ علامہ اقبال روڈ اور سرسید روڈ کے اطراف سکونت پذیر ہے۔

نقل وحمل کی بہتات اور فضائی آلودگی، اور شور وغل کی بڑھتی ہوئی آوازوں میں ایک دلچسپ اور باہمی رشتہ دریافت ہوا۔ شکل نمبر۴۰ میں دیا گیا گراف

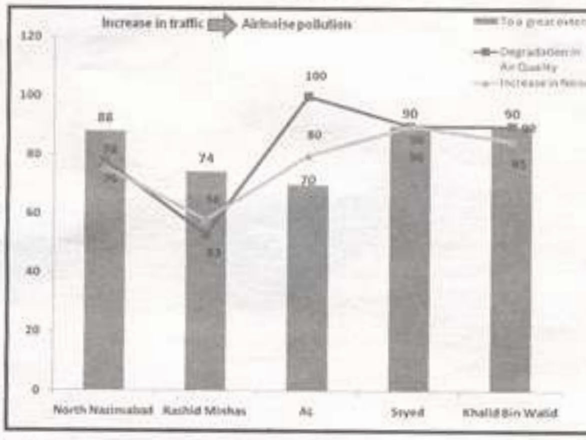

Analyzing the linkages and trends

جسمیں مدعا علیہان کے جوابات کا باہمی تعلق دکھایا گیا ہے جنہوں نے جوابا کہا کہ نقل وحمل بہت زیادہ بڑھ چکی ہے جسکی وجہ سے ہوائی آلودگی میں اضافہ اور گاڑیوں کے شور وغوغا میں اضافے تجارت پسندی کے ضمن میں ہوئے ہیں۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ علامہ اقبال روڈ کے علاوہ بھی ایک براہ راست تعلق پایا گیا ہے بڑھتے ہوئے نقل وحمل کے شعبے میں جو سخت فکر انگیز ہے اور گاڑیوں کے شور غوغا کی بہتات کے درمیان علامہ اقبال روڈ ایک استثنیٰ کی طرح قائم ہے۔ ایک ممکن وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ علامہ اقبال روڈ، طارق روڈ جیسے مصروف تجارتی سینٹر کو پناہ دہی کرتے ہوئے 2004ء کی تجارت پسندی اور حمل ونقل کی بہتات کے بوجھ کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اسی لئے اس پر غیر معمولی تبدیلی نقل وحمل کے حوالے سے محسوس نہیں کی جاتی حالانکہ زندگی کی خصوصیت ظاہر کرنے والے اسکو ایک منفی حیثیت قرار دیتے ہیں۔

شہری افادیت کے تحفظات:

دوبارہ آبادکاری کے ڈھانچے کے کام کے سوالات کے جواب اور شہری افادیت پر اسکا تاثر کے باب میں یہ بات نہایت دلچسپی سے ذہن نشین کی گئی کہ واٹر سپلائی ڈپارٹمنٹ جہاں شہری افادیت پر اسکا تاثر کے باب میں کم اثر اور کمی کے تاثرات ہیں وہ مثبتی ہے یعنی 20% فی صد جب مدعا علیہان سے نشاندھی کیلئے پوچھا گیا کہ کونسی سہولیات تشفی بخش ہیں تو Water Supply نے سب سے زیادہ تناسب (45% فی صد) حاصل کیا۔ یہ بلند تناسب اس بات کی غماز نہیں کہ واٹر سپلائی کی حالت متاثرہ علاقوں میں بہت بہتر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اولا واٹر سپلائی کے ضمن میں صارفین کو زیادہ اختیارات موجود ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس حقیقت کا جو دوسری خدمات مثلاً پاور سپلائی یا ماڈی اسراف وغیرہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انکا زیادہ استعمال تجارت پسندی کے ضمن میں پانی کا استعمال کم ہوتا ہے دن کے وقت جب تقابل کے میزان کا مشاہدہ کیا گیا۔

زندگی بنانے والی کی صفت / خوبی کا سخت ترین زوال:

سوالنامے میں ایک دلچسپ مقابلہ کیا گیا جب مدعا علیان سے پوچھا گیا کہ وہ تخمینا اندازہ لگائیں اپنے اطمینان واطمنان کا یا غیر اطمینانی کا اپنے علاقوں کی سہالیات وخدمات کا جب سے انہوں نے رہائش رکھی ہے اور یہی سوال آج کے دن کی صورتِ حال کیفیت کی سے بھی کیا۔

یہ مضحکہ خیز صورت حال سامنے آئی کہ کوالٹی کی اعلیٰ صورت حال کا فقدان ہر شعبہ خدمات وسہولیات میں ہے پچھلے کئی سالوں سے متاثرہ علاقوں میں کس درجہ کی تنزلی واقع ھوئی اسکا تجربہ اور اس کیفیت کا باہمی انضمات دو مختلف النوع ڈیٹا سیٹ کے درمیان پیدا کیا گیا۔ یہ باور کیا گیا کہ کتنے مدعا علیہان مکمل طور پہ مطمئن تھے ماڈی اسراف اور نقل وحمل کی صورت حال سے اس وقت سے جب سے انہوں نے ان علاقوں میں سکونت اختیار کی اور ان دونوں شعبوں پہ کتنا منفی ردِ عمل ہوا تجارت پسندی کے تناظر میں۔

نتیجتاً 42% فی صد مدعا علیہان جو مکمل اسراف کے عمل سے مطمئین تھے انہوں نے اس شعبہ کو کم ترین تناسب میں پرکھا تجارت پسندی کے منفی تاثرات کے ضمن میں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ کم سے کم 78% فی صد مدعا علیہان جو مکمل طور پہ حمل ونقل کے شعبوں سے مطمئین تھے انہوں نے نقل وحمل کی بہتات کو کم ترین تناسب میں پرکھا تجارت پسندی

کے منفی تاثرات کے تناظر میں۔ ہاں ایک حیرت انگیز اور دلچسپ مابدہ یہ ہوا کہ تجارت پسندی کے فروغ سے جائیداد اور ملکیت کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ یہ عام تاثر ہے کہ خاص علاقوں کی تجارت پسندی کے عمل سے عمومی طور پر جائداد کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں بہر صورت % 2 6 فی صد مدعاعلیہان نے اس صورتحال کے وجود سے انکار کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ صورتحال عوام الناس کے شعور میں ایک چیلنج پیدا کرتی ہے یا شہری جائیداد کی قیمت کا تخمینہ لگانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔؟ یہ نتائج اس بات کی دلیل ہیں کہ ہر شعبہ جات میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ کی جائے۔

ایک وجہ سرسبز ماحولیاتی معاملہ کیوں کم نمایاں رہا ان تحفظات میں جسکا مدعالیہان نے اظہار کیا جس کی وجہ سے سرسبز ماحولیاتی رقبہ کی کمی ہے بہرحال سرکاری مواد (ڈیٹا) نمایاں طور پر ظاہر کرتا ہے کہ سماجی معاملات جیسے خلوت یا رازداری، لاقانونیت کے معاملات یہ سب شہریوں کیلئے لمحہ فکریہ ہیں۔

شہری بشندے: نافذ العمل پالیسی کے حلقے سے باہر کھڑے ہیں:

مبہم معنوں میں سرسری جائزہ یہ مشورہ دیتا ہے کہ ایک رابطہ کی گہری خلیج جسکا دارومدار بھروسے اور یقین پہ ہے حکومتی ایجنسیوں، نمائندہ منتخب شخصیتوں اور شہری باشندوں کے درمیان حائل ہے شہری ایجنسی کیلئے یہ ''غیر ذمہ دارانہ'' کی بازگشت ان کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں اس حقیقت کے علاوہ کہ اعلان یافتہ تفویض اختیارات کا پلان اور اسکے نتیجے میں LGO 200 عام آدمی کے پائیدان پر خدماتی اور سہولیاتی کاوشوں کو بہم پہنچاتا ہے۔

شہری باشندوں نے نہ تو تجارت پسندی کے رجحان کو پسند کیا اور نہ ہی وہ اسکے طریقہ واردات سے مطمئن ہیں جو انکے معیارزندگی پہ خوشگوار اثرانداز ہوں۔ یہ پالیسی ان پہ تھوپی گئی انکی مخالفت کے باوجود اور نافذالعمل کی گئی کیونکہ نتیجہ تو یہ کہتا ہے کہ دوبارہ آبادکاری کی بحالی پلاننگ کنٹرول، ضابطہ تنظیمی کی نفی نکا پالیسی سازی میں کوئی عمل دخل نہیں ہے کہ نافذ العمل کرسکیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہری باشندوں نے جب کبھی آواز بلند کی اپنے مطلب براری میں تو وہ پُر اثر ثابت نہ ہوسکی اور اب وہ بالکل مجبور کیونکہ اس کے نتائج کھل کر سامنے آچکے ہیں روزانہ کی بنیاد پر۔ □

ایک انتباہ جس پہ توجہ نہیں دی گئی

1974-85 کے پلان میں عبوری شبہات کے اظہار میں ایک اہم پہلو شہری مراکز پہ دباؤ کو دور کرتا تھا اور اسکی کثافت سے بچاؤ تھا۔ اس کے مشورہ تھا کہ تجارتی مراکز کا تقدس مضبوط کیا جائے اور لوکل مراکز کی وسعت تقسیم پر توجہ دی جائے تا کہ پیداواری دباؤ کم ہو۔ عمل وسعت تقسیم کے استعمال نے ایک تجارتی ترقی کا دروازہ کھول دیا جو محض تجارتی ترقی کو منضبط کرنے کیلئے فیتہ کاٹنے کے استعمال سے زیادہ نہیں جو آجکل ہورہا ہے۔ پلان میں دونوں ممکنات یعنی شاہ راہ کے کنارے مکانوں کے سلسلے اور تجارتی ترقی کو مدنظر رکھا اس حالت میں کہ جب کہ سفارشات پر توجہ نہیں دی گئی اور تنبیہ کی ان ممکنہ نفی اور منفی تاثرات، مناسب پلاننگ اور ماحولیاتی روک تھام کے حوالے سے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل سفارشات کو موزون قرار دیا گیا ہے۔

ترقیاتی عمل کی ممکنات برائے ایک مستقبل کے دوسرے شہری مرکز راشد منہاس روڈ کے کٹاؤ (نقطۂ انقطاع) اور یونیورسٹی روڈ کے مابین کا تخمینہ فی الفور لگایا جائے۔ اگر اس کے نافذ العمل ہونے کے مثبت اشارہ موصول ہوئے تو فوراً سے پیشتر کاروائی کی جانی چاہئے تا کہ اندرون شہر کی گہما گہمی دور کی جاسکے۔ اگر یہ کام نہیں کیا گیا تو موجودہ مراکز شدید ہوجائینگے اور جیسے جیسے گہما گہمی بڑھے گی تو یہ آہستہ آہستہ M.A جناح روڈ کے نئے مراکز کی طرف بڑھے گی۔ ان قدرتی پھیلاؤ کا امکان بہت آہستہ ہے تا کہ رک جانے کے عمل جنکا مشاہدہ شہری مراکز دوسری جگہوں کے سے ہوتا ہے ہر مرکز میں کافی اراضی کو ترقی دینی چاہیئے تا کہ ایک نایاب اراضی میسر کی جاسکے جو وسیع کی جاسکے تا کہ مستقبل کی پیداوار کے مطابق وموافق ہوسکے بعض حالات میں یہ پُر اثر ہوگا کہ کم سے کم رقبہ ترقی پذیر ہو ہر مرکز میں تجارتی ترقیاتی ملحقہ رہائشی احاطوں میں چند منفی تاثرات کیساتھ کی جاسکتی ہیں۔

شہری سرگرمیاں

شہری مشاغل

جولائی تا دسمبر ۲۰۱۰ء میں منعقد ہونے والے شہریCBE سیمینار کی کاروائی برائے شہری مسائل کو دشاوری شکل دی گئی۔

ساحل کراچی کے تحفظ اور مناسب استعمال کی منصوبہ بندی

پیر جولائی ۲۰۱۰ء کو صبح 9:30 بجے سے دوپہر ۲ بجے کے درمیان ایک مشاورتی بیٹھک کا ایواری ہوٹل کراچی میں اہتمام کیا گیا۔ شہری باشندگان نے ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ بہتر ماحول پیدا کرنے کی غرض سے برائے ساحل کراچی کی GIS میپنگ اور GIS پر مشتمل تجربہ برائے مرین ٹرٹل ہبی ٹاٹ، سینڈ سپٹ / ہاکس بے صدائے بازگشت سسٹم جوانڈس کے زیر کفالت WWF پاکستان کے ساتھ ہر تمام پروگرام پارٹنرشپ فنڈز ہے۔

ڈیٹا کو اکٹھا کرنے کے طور پر استعمال کیا۔ جبکہ اس نے بنیادی نقشہ بنانے کا اعادہ کیا، دوبارہ تلاش کرنا اور میدانی نقشہ کی ذخیرہ اندوری اور تحفظاتی عمل کے حق میں تجربہ کرنا شامل ہیں۔ کراچی کے ساحل کی مستقبل پلاننگ کیلئے یہ لائحہ عمل بہت اہمیت کا حامل ہے ساحلی بازگشت سسٹم کی نازک دیہاتی اور تحفظاتی اقدام کے اختراع کے حوالے سے اس لائحہ عمل کو حکومتی ٹیکنولوجی کے آرٹ کے متبادل راستے حاصل ہیں یہ معلوم کرنے کہ، دتعاتی مناظر کے پنپنے والا

قانون سازی کے قوانین وہ ہیں جو ان معلومات میں شمولیت کی ضمانت دے جو ریاستی عمل دخل میں ہیں۔ ”وہ آگاہی حق ہے۔“ کے قانونی تقاضوں کی بنیاد رکھتا ہے جس کے ذریعہ ریاستی حاصل کردہ خبریں / معلومات کی درخواست کی جاسکتی ہے جو مفت حاصل کی جائے یا کم سے کم قیمت میں سوائے اعلیٰ مستثنیٰ چیزوں کے۔

معلومات کا حق ذہی LIN کا لازمی عالمگیر انسانی حق

ہے۔ یہ لائحہ عمل عموی طور پر کراچی ساحل کے مسودے GIS مستقبل کی پالیسی سازی سہولتوں، پلاننگ اور تحفظ پر مشتمل ہے۔

اس لائحہ عمل کا رقبہ تقریباً 70 کلومیٹر (ریحری گوٹھ کورنگی سے لیکر کیپ مونز تک) پر محیط ہے جو سندھ کے ساحل کا ایک حصہ ہے۔ سینڈ سپٹ / ہاکس بے کا صدائے بازگشت سسٹم جہاں مختلف لائحہ سرگرمیاں وقوع پزیر ہیں تقریباً 5 کلومیٹر لمبے سمندری حدود پہ واقع ہے جو کراچی کے جنوب مغرب میں ہے۔ لائحہ عمل نے GIS ٹیکنولوجی کو نقشہ سازی کے طور پر تشکیلی عمل کے طور پر اور موجود شدہ

لائحہ عمل کا علاقہ اور جو علاقوں کو دہقانی ماننے اور دیہاتی تعلق سے عالمی اہمیت کا حامل ہے۔

معلومات کی آزادی:

شہری باشندگان نے 6 دسمبر 2010 (3 بجے سے 6 بجے تک) ایک بہتر ماحول اور بھروسہ کی امداد کی خاطر کامیاب سیمینار کا ہوٹل ایواری میں انعقاد کیا گیا ہے۔ تاکہ معلومات میں شمولیت ہو سکے یہ ورک شوپ فریڈرک ینومان فاونڈیشن کے اشتراک سے تشکیل دی گئی۔ معلومات کی آزادی کی

ہے۔ LIN کی جنرل اسمبلی 1946 کستی ہے۔ آزادئ معلومات انسانیت حق پرستی کی بنیاد ہے اور تمام دوسرے حقوق کی کڑی ہے جس کا LIN ایک متبرک و مقدس ادارہ ہے۔

آزادی معلومات کا دستور صدر مشرف کے ہاتھوں 2002 میں مشتہر ہوا ایشن ترقیاتی بینک کی ایماء پر جس نے پاکستان کو پہلا جنوبی ایشیا کا ملک بنایا جسکی وجہ سے اس قانون سازی کی تدوین ہوئی قوانین 2004 میں ناقد العمل ہوئے لیکن سرمایہ کاروں کی کارگزاریوں کے بغیر بہر حل آج تک۔

اس امر کا نفاذ مکمل طور پر نہ ہو سکا اور شمولیت معلومات اب بھی شکل ہے۔ نہ ہی معلومات کے افسران اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں اور نہ ہی باشندگان اپنے حق سے ریاستی شمولیت کا حوالے سے مزہ تو یہ کہ 18 ویں تبدیلی کے بل کے تحت 19 ویں آرٹیکل کے بعد ایک نیا آرٹیکل بنا شمولیت 19-A ڈالا جائیگا "حق معلومات" ہر باشندہ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ معلومات میں شمولیت حاصل کرے ہر معاملات میں جو عوام کے لئے اہم ہو اور "جو قوانین اور مناسب قدغن کے تابع ہو۔ رضا ربانی صاحب نے فرمایا کہ ملک کی تاریخ میں پہلی بار" معلومات کی شمولیت" کو باشندگان کیلئے لازمی خبر قرار دیا گیا ہے۔
اس سمینار کے اغراض و مقاصد عوام الناس کو ان قانون سے آگاہی پیدا کرنا اور معلومات کی شمولیت کے باب میں ہمت افزائی پیدا کرنا ہے۔

جمہوریت کی پراثر فرائضِ منصبی عوامی زندگی میں شمولیت پر بھروسہ کرتی ہے ایسے باشندے جو مکمل آگاہ ہوں۔ تمام دنیا میں آزادی معلومات کے قوانین حکومتی جمہوریت کی خصلت کو بدل رہے ہیں۔
شرکت کرنے والوں میں سول سوسائٹی کے عبور کرنے والے، اعلیٰ حکومتی منتخب نمائندگان، عوامی خادم، کینٹونمنٹ بورڈ اور پولیس وغیرہ شامل ہیں۔

سیمنار برائے سیلاب:

اراضی عہدہ دار اور آبادکاری سیلاب کے بعد کی صورتحال کے تناظر میں: موجودہ تباہ کن سیلاب کے درمیان اور بعد میں پاکستان کو سنگین مبارزات گھر بار اور آبادکاری کے حوالے سے تباہ کن عوامی آبادکاری کے نقصانات کا سامنا ہے۔

جیسے جیسے سیلابی ریلے کا زور کم ہوتا جاتا ہے متاثرہ عوام اپنے اپنے گھروں کو لوٹنا شروع ہوگئے۔ منطقہ صوبائی حکومتوں نے دوسرے سرمایہ کاروں کے ساتھ ملکر نئے منصوبے تشکیل دینا شروع کئے تاکہ متاثرہ آبادی کو دوبارہ آباد کیا جا سکے۔ بہتر حال یہ تعین کیا گیا کہ اکثر کوشش اس ضمن کے خانہ آبادی کے باب میں ماضی کے تجربات کے تناظر میں سبق آموز ثابت نہ ہو سکیں۔

مایوسی کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ کچھ ناکامیاب تجربے استعمال کئے جا رہے ہیں جو مقصدیت اور اسکے لوازمات کو فراموش کر دینگے۔

خانہ آبادکاری ایک عمل ہے پیداوار نہیں یہ واضح اور غیر واضح خاصیتوں کو اجاگر کرتی ہے مثال کے طور پر زندگی میں شمولیت یا دخول، تحفظ اور قدرتی آفات سے بچاؤ، سماجی اور جسمانی ڈھانچے اور اسی قسم کے کئی معلامات فی الوقت سیلاب سے متاثر علاقے اور وہاں کی آبادی اپنے سرمایہ کی بربادی اپنی اراضی کی تباہ حالی اور کاشت کی زمینوں کی تباہ حالی، مالی نقصانات اور سماجی وغیر معولی منفعتی زخم جیسے سنگین چیلنجوں کا سامنا ہے۔

بین الاقوامی اداروں کی متعدد تیز رو تجرباتی عمل کے مطابق نقصان کا تخمینہ بہت سنگین تھا جنہوں نے عمارتی سرمایہ کاروں کو غیر فعال بتادیا۔ حکومت کیلئے ممکن نہیں کہ امداد کے بغیر وہ اس قدر متاثرہ کثیر مکانات کی نوآبادکاری کر سکے بار ل حکومت اور اسکے معاونین ایک خدماتی جذبے سے معمور ہو کر اس کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ خانہ آبادی کے ذرائع میں دوبارہ جان ڈالنے کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم اور ترجیی معاملہ اراضی کا ہے۔ چند مشترکہ مسائل جو اس ضمن میں آئے ہیں وہ جسمانی نقصان برائے سیلابی طغیانی، پانی کا بلند و بالا ریلہ، تبدیلیٔ جغرافیائی خصوصیات، متنازہ مالکانہ حقوق، غیر تحفظ رجحان کا اتار چڑھاؤ ہیں۔

رجینٹ پلازہ کراچی جمعرات ۲۸ اکتوبر 2010ء کو حکمرانی اراضی (Land Managment) اور نوآبادکاری، سیلاب کے بعد کی صورتحال کے تناظر میں منقد کیا گیا۔ کراچی میں شاید سمز ور اور لاغر شہری حکومت کا نقصان آمیز انکشاف منعکس ہوا اس بد انتظامی اراضی کا اور غیر قانونی متبادل استعمال بھی منعکس ہوا۔ شہری بحران کی یہ صورتحال شہری ترقیاتی امور میں الجھاو پیدا کرتی ہے اور شہری خدمات کو اجا گر اور شہر کے جمالیاتی حسن کو خصوصی نقصان پہنچانے کا باعث بنتی ہے۔ کراچی میں اس پیچدار اور مضمحل قدرتی غیر معمولی حالات کے کئی مسلسل اقسام ہیں۔

منفعت سے مبرّا ادارہ جو کہ تعمیری بہبود اور قدرتی ماحول شہری تناظر میں ایک مسلسل اور قسطوار سیمنار کارخانے مباحثے، تربیتی کلاسسز برائے مباحثہ اور تفکر اس بحران کے مختلف پہلوؤں پر ان مقصدیت کے ساتھ کہ سرمایا کاروں کو بھی مصروف رکھا جائے، علم حرکیات کی تبدیلی کا جائزہ، بنیادی وجوہات کی نشاندھی طریقہ برائے مطابقت اور انکے حل اور بحران کو حل کے طریقے اور تبدیلی کی وکالت اس مسلسل مصروفیات کے عمل کیلئے ایک سیمنار منعقد کیا گیا تا کہ ان روابط کو واضح کیا جا سکے جو درمیان استعمال اراضی کے مالکان اور موزوں بہم رسائی باربداری سے متعلق ڈھانچے کے ہیں۔

ان حالات کے تناظر میں صوبائی حکومتوں کی خوالفور جوابی پالیسی متقاضی ہے۔ اراضی کے استعمال کی پالیسی اور پلاسنگ ڈسٹرکٹ کے پیانے پر پہلا لازمی عمل ہے ان تمام باتوں اور متعلقہ سنگین نوعیت کے چیلنجوں پر بحث وتبصرہ اور ان کے اندارک کی تدابیر پر شہریCBE نے ڈیاپارٹمنٹ آف آرکیٹکچر اینڈ پلاسنگ، NEDانجیرنگ ..یونیورسٹی کراچی کے اشتراک سے ایک سیمنار جو ہوٹل

اس بحران کے ردِ عمل اور میزان کے تجزیہ کی اشد ضرورت ہے کہ اسکا ردِ عمل شہری ترقیاتی علاقوں پہ کیسا ہوتا ہے تا کہ پالیسی کے تانے بانے کو درست کیا جا سکے اور ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کیا جا سکے کراچی کے شہری ترقی پہ لاگو اور مسلسل کیا جا سکے اور سیاسی اور عوامی مطالقت رائے سے تا کہ اسکو مداخلتِ بیجا سے بچایا اور محفوظ کیا جا سکے۔ شہری نے بہتر موحول برائے باشندگان،

> شہری بحران کی یہ صورتحال شہری ترقیاتی امور میں الجھاو پیدا کرتی ہے اور شہری خدمات کو اجاگر اور شہر کے جمالیاتی حسن کو خصوصی نقصان پہنچانے کا باعث بنتی ہے۔

پارکنگ کی خدمات، بس کے اڈے اور بیشمار ٹرانزٹ سے تعلق ڈھانچے وغیرہ سیمنار، ہوٹل ریجینٹ کراچی مینبر وز جمعہ ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۰ (دوپہر ۳ سے شام ۶ بجے کے درمیان منعقد ہوا اسکے علاوہ اراضی پہ قبضہ (مداخلت) سے متعلق مسائل جو ترقی کی راہ میں حائل ہوتے ہیں بار برداری سے متعلق شعبوں میں اور غیر فعال اراضی کا استعمال کیسے نئے چیلنجوں کو جنم دیتا ہے بار برداری کے منصوبہ سازوں کیلئے زیر بحث لائے گئے۔کئی مسائل ترجیحی بنیادوں پہ حل ہونے کے متقاضی تھے۔

جسمیں استعمال اراضی کی تبدیلیوں کا تجزیہ کراچی کی نقل وحمل کے علم حرکیات نقل وحمل کے مالکان اور بار برداری کے نقشہ جاتی منصوبے جو چیلنجوں کا مقابلہ کرسکیں مناسب پارکنگ اور پارکنگ کے اڈے جو آنے جانے والے مسافروں کو ٹھہرانے کا مناسب انتظام اور تجارتی بسوں اور ٹرکوں مینکروں۔پارکنگ جگہوں کی کمی شہر کے اندر اور گاڑیوں کے دھویں کی آلودگی اور نقل وحمل کے تحفظ وغیرہ۔

سیمنار برائے قبضہ مافیا۔مقبوضہ اراضی کو واگزار کرانے کے حکومتی اقدامات: ایک آزاد مباحثہ:

شاید بہت ھی واضح اور نقصان دہ کراچی شہری کی کمزور اور غریب حکومت کا اعلان کی وضاحت اراضی کے ناجائزہ قبضے اور مواخلتی استعمال میں ہے۔شہری بحران کا یہ طریقہ مغالطہ پیدا کرتا ہے ہر قسم کی اس منصوبہ بندی پر جس سے کراچی شہر خصوصی طور پہ شہری جمالیاتی حسن متاثر ہو۔

کراچی میں اس پیچیدار اور مضمحل غیر معمولی قدرتی حالات کی کئی اقسام ہیں۔باغات اور کھلی جگہوں پہ غاصبانہ قبضہ ہے۔

پیدل چلنے والوں کی جگہوں، راستوں جن پہ پیدل چلنے والوں کا حق ہے وہ بھی مداخلتی عمل سے دوچار ہیں جہاں کارپارک اور دکانوں کے پھیلاؤ کی وجہ سے قبضہ ہے۔

کھلے نالے بھی بند کر کے اور تعمیر کر کے ان پر غیر قانونی قبضہ ہے۔بغیر کسی پلاننگ کے کثیف اراضی کے استعمال کو بلند اراضی کے استعمال میں تبدیل کیا گیا یا رہائشی اراضی کو تجارتی اراضی میں مدغم کیا گیا۔گوٹھ کی رہائشی کو عوامی رہائشی اسکیم میں تبدیل کیا گیا اس طرح کی ایک طویل امثال ہیں۔

حال ہی میں (CDGK) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے ایک بڑے پیمانے پر مہم جوئی کی تا کہ مقبوضہ اراضی کو بازیاب کیا جاسکے۔اسی کے ساتھ ساتھ ایک قبضہ معافی بل بھی مکمل ہوا تا کہ کراچی کی اس سنگن شہری ترقیاتی چیلنج کا سامنا کیا جاسکے۔

پالیسی اور پلاننگ میں اداروں اور محکموں کی بدعوانیاں اور لغزشیں ایسی زندہ وجوہات ہیں جو بڑھتی ہوئی بحرانی کیفیت میں مددگار ثابت ہورہی جو شہر کو ترقی کی راہ پہ لائے میں ایک مذاق بن گئی ہیں۔بحرانی کیفیت کے سدباب کیلئے ایک اعلیٰ معیاری تجربہ کی اشد ضرورت ہے تا کہ لائحہ عمل تیار کیا جائے جو پالیسی میں دراڑوں کو بند کرسکے، کراچی میں شہری ترقیاتی عمل کو فروغ دے سکے۔اور عدالتی سہارے کے ذریعہ سیاسی اور عوامی مطابقت رائے حاصل کرے جو شہری اراضی کو قبضہ مافیا سے نجات دلائے۔

باشندگان شہری نے سال کے شروعات میں ایک بہتر ماحول کے حصول کیلئے سیمنار کی ایک سیریز کی تجرباتی درسگاہ بحث ومباحثہ نشست کی ابتدا کی تھی تا کہ اس بحران کے متعدد پہلوؤں پہ اس مقصدیت کے ساتھ کہ متعلقہ سرمایہ کاروں کی توجہ مبذول کرائی جائے بدلتے ہوئے علم حرکیات، بنیادی وجوہات کی نشاندھی مطابقت رائے دہی اور انکے حل اور بحران کو دور کرنے کے راستے اور وکالتی تبدیلیاں پہ دماغ لڑایا جاسکے اور مباحثہ کیا جاسکے۔

حال میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی (CDGK) نے ایک بڑا اقدام کیا تا کہ مقبوضہ اراضی کو بازیاب کرایا جائے۔

اسی کے ساتھ ساتھ ایک قبضہ مافیہ کے مخالف بل بھی تیار کیا گیا تا کہ کراچی کے شہری ترقیاتی چیلنج کا مقابلہ کیا جاسکے حالیہ مباحثہ منعقد کیا گیا تا کہ ان شروعات کے سہارے دینے اور پنپنے پر بحث کی جائے اور سرمایہ کاروں کی قیمتی رائے حاصل کی جائے جو اس شہر کے ڈرانے دھمکانے سے چھٹکارا پایا جاسکے۔

حال ہی میں (CDGK) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے ایک بڑے پیمانے پر مہم جوئی کی تا کہ مقبوضہ اراضی کو بازیاب کیا جاسکے۔اسی کے ساتھ ساتھ ایک قبضہ معافی بل بھی مکمل ہوا تا کہ کراچی کی اس سنگن شہری ترقیاتی چیلنج کا سامنا کیا جاسکے۔

حالیہ مباحثہ ان محرکات کے پنپنے اور قابل تائید ہونے کیلئے منعقد کیا گیا ہے جسکی وجہ سے مالکان/سرمایہ کاران کی رائے ہی اور سرمایہ کاری حاصل ہوسکے اور شہر کو اس عذاب سے نجات دلائی جاسکے۔ □

وکالتی عمل:۔

اس باب میں ہم نے کئے گئے وکالتی عوامل کی شاندھی کی ہے اور باشعور عوامی شمولیت حاصل کی ہے تا کہ عوامی منفعت اور دلچسپوں کا تحفظ کیا جا سکے۔

ا۔ غیر قانونی نیلام برائی رہائشی پلاٹس (عوامی عمارات، لائبریری، کلینک، اسکول اور کیمونیٹی باغات) کورنگی ٹاؤن شپ، نیو کراچی ٹاؤن، بلیر ٹاؤن ہم یہ سمجھے سے قاصر ہیں کہ 14CDGK رہائشی پلاٹس کو جو ضرورت باغات لائبریاں، کلینک، اسکول اور گورنمنٹ (پبلک) عماراتی پلاٹ ہیں کیسے نیلام کر رہی ہے؟ یہ اور بھی مضحکہ خیر بات ہے کیونکہ یہ معاملہ فی الوقت سندھ ہائی کورٹ میں عوامی دلچسپی کا عنوان بن کر داخل ہے۔

۲۔ آج گورنمنٹ اور بلدیاتی افسران غیر قانونی طور پر براجمان ہیں رہائشی پلاٹز پر پارکوں میں پولیس چوکیاں نصب ہیں سرسبز اور کھلی جگہوں پہ اس قسم کے غیر قانونی نمونے پروان چڑھے ہوئے ہیں۔

۳۔ آیا نیلام کا شفاف عمل منعقد ہوا تھا تا کہ چارجڈ پارکنگ کا ٹھیکہ دیا جائے اور آیا M/S اویس کو یہ ٹھیکہ شفاف طریقے اور قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دیا گیا۔ اور کتنے بولی لگانے والے تھے جنوں نے اس نیلام کی بولیاں لگائیں اور کیا M/S اویس کی بولی سب سے زیادہ تھی؟ برائے مہربانی نیلام کی مکمل کارگزاریاں ہمیں مہیا کی جائیں۔

۴۔ اسکے اخراجات کس عنوان سے وصول کئے جائنگے اور کس عنوان سے استعمال ہونگے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ سندھ کے فریڈم آف الفارمیشن بل 2006(1)13 کے تحت ذیلی شق نمبر ۲ شق نمبر ۱۲ کے مطابق وصول کی گئی درخواست کے بمعہ جب متعین شدہ افسر کو لازم ہے کہ وہ درخواست وصول کرنے کے 21 دن کے اندر درخواست کنندہ کو مطلوبہ رپورٹ مہیا کرے یا جیسی بھی کیس کی نوعیت ہو کم سے کم پبلک رکارڈ کی ایک کاپی ضرور مہیا کرے۔ جب جمشید ٹاؤن کے نگراں کا کوئی جواب موصول نہ ہوا تو شق نمبر 19 فریڈم آف الفاریشن کی شق نمبر 19 کے تحت ایک شکایت داخل کردی گئی ہے۔

رہائشی بنگلہ پلاٹ نمبر S-151 بلاک 2 خالد بن ولید روڈ P.E.C.H.S کراچی کی تجارت پسندی ۲۵ اگست ۲۰۱۰ء کے "ڈیلی ٹائمز" کی پبلک نوٹس سے متعلق ہم مندرجہ ذیل رپورٹ کی فراہمی کی استدعا کرتے ہیں۔ یہ رہائشی پلاٹس تجارتی پناہ گاہ کے طور پر عوام میں نیلام نہیں کئے جا سکتے۔ اگر شہر ٹاؤن یا صوبائی یا مرکزی گورنمنٹ کو پلاٹ نہیں چاہیئے تو انہیں باغ کے طور پر یا کھیل کے میدان کے طور پر رہنے دیا جائے تا کہ کم سے کم کچھ بچے تو سڑکوں پہ کرکٹ نہ کھیلیں۔

ٹاؤن کے نگراں سے شکایت:

جمشید ٹاؤن کی استدعا کردہ رپورٹ کے نہ دینے عبو جب درخواست برائے حصول بھی کھاتہ زیر آزادی سندھ رپورٹ بل نمبر PAS/Legis-B-16/20062006 (جو سندھ گورنمنٹ گیزٹ بروز جمعہ بتاریخ 29 دسمبر 2006 کو شائع ہوا) بنام چارجڈ پارکنگ طارق روڈ جمشید ٹاؤن کے حوالے سے ہم اپنے خطوط کے حوالے سے جو ٹاؤن نگراں کے جمشید ٹاؤن دفتر میں موصول ہوئے بتاریخ 10 اگست 2010ء اور 24 اگست 2010ء جسمیں رپورٹ طلبی کی گئی زیر نگرانی سندھ فریڈم آف الفاریشن بل 2006۔

استدعا کردہ رپورٹ کا متن:۔

ا۔ یہ عارضی چارجز پارکنگ SLGO کے کس شق کی مرہون منت ہے؟

۲۔ چارجز پارکنگ کے رقبہ کا صحیح معنوں میں عدالتی اختیار کیا ہے؟ جبکہ خط صرف طارق روڈ کی اور اس سے ملحقہ علاقوں کی نشاندھی کرتا ہے۔ یہ مبہم اور مبہم جملے بدعنوانی کی دلالت کرتے ہیں کیونکہ "ملحقہ علاقے" کچھ بھی ہو سکتے ہیں صحیح معنوں میں عدالتی اختیار کو حصار کے تناظر میں صاف طور پر بیان کیا جانا چاہیئے۔

وکالت:

ا۔ ٹیکنیکل قوانین وضوابط نمبر 18-4,2,2,2 KBTPR کی کاپیاں 2002ء، اور دوسرے ٹاؤن پلاننگ کے قوانین جس میں سہولیات (بجلی، پانی، نکاسی کا نظام وغیرہ) شامل ہیں۔ (راستوں کے حمل ونقل کے کنٹرول کی صلاحیت، پارکنگ، کچرا جمع کرنا وغیرہ) اور رہائشی سہولیات (باغات، کھیل کے میدان، پولیس چوکیاں، ہسپتال، اسکول وغیرہ)۔

۲۔ تفصیلی حساب کتاب موجودہ زیادتی اور پردی ہوئی سہولیات کی ڈھانچے جو رہائشی علاقوں کے مذکورن تجویز کردہ مکالموں پہ منفی ہے۔

۳۔ E/A یعنی تجزیہ برائے ماحولیاتی تاثرات Environmental Impact Assessment کی کاپی کی گئی 2002، E/A 11E & کے قانون نمبر H-1 کے شیڈول نمبر 2 جو اس قانون کے تابع ہے کو مشتہر کیا گیا جو 1997PEPA (شور وغل انجارات، استعمال یہ سہولیات، ڈھانچے، جرم، پڑوس میں اجنبیوں کا تعارف وغیرہ) تجویز کردہ مکالموں رعایا کی شراکت سے یہ ہمیں اس قبل کردے گی تا کہ ہم تفصیلی اور ٹھیک ٹھاک اعتراضات، تنقید اور مشاہدات پیش کرسکیں۔

تاوقتیکہ ہم E / A میں نوشتہ اور تفصیلی کھاتہ وصول نہ کرلیں اوپر دیئے ہوئے پیراگراف کے تناظر میں ہم بحیثیت کراچی کے باشندے جنہوں نے علاقوں کا دورہ کیا، آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ''تجارت پسندی کے فیتے'' برائے رہائشی بنگلے جات، پلاٹ (پلاٹ نمبر S/2151 پی ای ایچ ایس کراچی کا شامل کرتے ہوئے) اس راستے کو حتمی شکل نہ دیں کیونکہ شہر کے رہائشی ہمسایوں کیلئے ایک عوامی عذاب ثابت ہوگا۔ ٹاؤن پلاننگ کے قوانین کا تقاضا ہے کہ پہلے مکمل شہری پلاننگ کی تعلیم کو مدنظر رکھا جائے اور پھر علاقہ متعلقہ میں مناسب بڑھی ہوئی سماجی اور بلدیاتی سہولیات اور انکے ڈھانچوں کا قبل از وقت انتظام ہونا چاہیئے۔

شہری حکومت کو ماسٹر پلاننگ کے طریقے اور شہری تجدید کو فوراً لاگو کرنا چاہیے تاکہ ماحولیاتی معیار کو کم رکھنے کی چارہ جوئی اور ''فی الفور حل'' تلاش کرتی رہے۔

طارق روڈ کی چارجڈ پارکنگ جمشید ٹاؤن:

کچھ لوگ رمضان کی آمد سے پہلے ہی طارق روڈ پہ گھومتے رہتے ہیں اور چارجڈ پارکنگ وصول کرتے ہیں۔ اسکی تائید میں انھوں نے ٹاؤن آفیسر (قوانین جمشید ٹاؤن) کے حکم نامے کی ایک کاپی/نقل دکھائی:۔

۱۔ کس SLGO کی شق کے تحت یہ عارضی چارجڈ پارکنگ شروع کی گئی؟

۲۔ چارجڈ پارکنگ کا صحیح دائرہ عمل کیا ہے جبکہ خط صرف طارق روڈ اور اسکی ملحقہ سڑکوں/گلیوں سے متعلق ہے۔ ایسے شبہات اور مبہمات بدعنوانی کی رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ ملحقہ سڑکیں/گلیاں کچھ بھی دلالت کرسکتی ہیں۔ صحیح معنوں میں حدود کے دائرہ اختیار کا تعین کیا جانا چاہیئے۔

۳۔ کیا ایک عام کھلا نیلام چارجڈ پارکنگ کے مسودہ کی حوالگی سے منعقد کیا گیا تھا؟ اور کیا M/S اویس کو ایک شفاف اور قانون کے تحت اس مسودہ کی حوالگی کی گئی؟ دوسری کتنی پارٹیاں تھیں جنھوں نے نیلامی بولی دی اور کیا M/S اویس نے سب سے زیادہ بڑی بولی دی؟ ازراہ کرم اس عمل کی کارگذاری مہیا کی جائے۔

۴۔ کس عنوان کے تحت یہ پیسے جمع کئے گئے اور کس عنوان کے تحت انکا مصرف ھوا۔

ہم مندرجہ بالا انفارمیشن کی استدعا فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ ۲۰۰۲ء کے تحت کررہے ہیں۔

رہائشی جگہ: پلاٹ نمبر 23 SNPA ٹیپو سلطان روڈ سے پرے کراچی:

یہ بات ہمارے علم میں لائی گئی کہ رہائشی جگہ پوشیدگی سے ایک شادی ہال میں تبدیل کی گئی۔ کراچی بلڈنگ ٹاؤن کے قوانین 2002ء قانون نمبر 7-2 بنام رہائشی پلاٹ '' کے تحت رہائشی پلاٹ کا مطلب ہے ایسا پلاٹ جو خصوصا اور خالصتاً رہائشی مقصد کے استعمال کیلئے ہو جیسا کہ چیپٹر 19 کے قوانین کے ضمن میں متعارف کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر رہائشی استعمال ''صحت'' اور ''خیر و عافیت/ بہبود اسمبلی کا استعمال یا مذہبی استعمال وغیرہ۔ شادی حال تجارت پسندی کے زمرے میں آتا ہے۔

تجارتی قانون نمبر 2-19 کا 2.6 (راستوں کا استعمال) عموماً ان اراضی کے استعمال کو کہتے ہیں جس پہ کاروائی کی گئی ہو۔ حالانکہ یہ اضافی کھلی جگہ یا سرسبز علاقہ سے بڑھ سکتی ہے اگر اس سہولت کی ضرورت ہو۔ تجارتی کاروباری استعمال بھی شامل ہے۔

کھانے اور تفریح کا انتظام کرنے والا: جسمیں ہوٹل، ریسٹورینٹ، کھانے کے ہال، شادی ہال/ لان تازہ دم کرنے کی چیزیں اور کھڑے کھڑے کھانے وغیرہ راستوں کی تجارت راستوں کی تجارت پسندی کی پالیسی 2001ء برائے پلاٹ نمبر F-S خیابان سعدی کلفٹن بلاک نمبر 5 کراچی۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے سٹی کونسل قرارداد کے ذریعہ راستوں کی تجارت پسندی پالیسی 2001ء میں جاری کی۔ راستوں کی تجارت پسندی کی فہرست میں خیابان سعدی جو کلفٹن بلاک نمبر 5 میں واقع ہے۔ جون 2005ء کو شامل کیا گیا۔ خیابان سعدی ''بوٹ بیسن'' سے لیکر ''میرین پرومونیڈ'' تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی روڈ پہ ''بلاول ہاؤس'' بھی واقع ہے اور کرچی ''گرامر اسکول'' کے دوسیکشن 19 - S T اور 20 - S T دونوں نامزد کردہ رہائشی پلاٹس برائے اسکول، اور بہت سے کھانا کھانے کیلئے مکانات بھی واقع ہیں۔ تجارت پسندی کے زرین اصولوں میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اس سے پہلے کہ کوئی سڑک/راستہ تجارت پسندی کی جانب مائل ہو تو پہلے اس علاقے کا ماحولیاتی رد عمل کا ''تجزیہ کرنا چاہیئے اور ساتھ ساتھ منفی رد عمل کا جائزہ بھی۔ بموجب مرکزی ماحولیاتی ایکٹ ۱۹۹۷ء کی شق نمبر 12 یہ ایک لازمی امر اور ضرورت ہے۔

تجارت پسندی کی لازمی شرط ڈھانچے کا تدریج ارتقاء عوامی شکایات کا دھیان دینا اور اس علاقے کی مکین کے لاحق خدشات کی چارہ گری ہے۔ خیابان سعدی کی تجارت پسندی ان تمام لازمی قوانین کو پس پردہ رکھ کر کی گئی۔ علاقائی باشندوں نے بھی اس راستے کی تجارت پسندی کی نفی کی۔ خیابان سعدی پہ واقع پلاٹ نمبر F-8 بلاک 05 کلفٹن 2000 مربع گز پہ محیط ہے نے تجارت پسندی کیلئے اور ایک 22 منزلہ ٹاور تعمیر کرنے کیلئے NOC مانگا ہے۔ یہ اس راستہ کا 21 ٹاوروں میں سے پہلا ٹاور ہوگا جو تعمیر کیا جائیگا۔ 14 اکتوبر 2010 (صبح 10 بجے) ہوٹل ریجنیٹ پلازہ کراچی میں ایک E / A کی نشت کا اہتمام کیا گیا جہاں علاقے کے مکین، بچوں کے والدین جو گرامر اسکول میں پڑھتے ہیں اور متعلقہ باشندے شریک ہونگے۔

شہری دستاویزات:

زمینی حقایق کی ستاویزی:۔ کراچی کی کھلی جگہوں میں مداخلت کا قبضہ

مصطفٰے بھٹواور مریم حامد شفیق شہر CBE نائلہ احمد کے ساتھ بیٹھے ہیں اور اسکے کام کی سرسری تصویر اور کراچی کی جگہوں کی حیثیت کا ستاویزی جائزہ لیا گیا۔

یہ کراچی میں دستاویزی کا اپنی نوعیت کا پہلا تفتیشی جائزہ اور دوسرے پلاٹس اور قوانین اور انکے استعمال کے
تھا۔کراچی کے پارکس اور کھلی جگہوں کے مطالعے کی ضابطے کا یقین کرسکیں۔

اہمیت،ضرورت اور نچوڑ کے بارے میں محترمہ نائلہ احمد کہتی ہیں کہ کسی بھی ملک کے قدرتی مناظر کے تناظر میں کھلی جگہیں،ترقیاتی نمونے،معیشت،رہن سہن،ماحول اورعوامی خوشحالی ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔جب ہماری قوم کمسن تھی،کھلی جگہوں کے تحفظ کے اشارے کنائے بڑے غیر ''حمولی لگتے تھے۔

یہ لازمی ہے کہ کراچی کے باشندے (شہری) باہم مل کر لٹیروں،ڈاکوں اور قبضہ مافیا سے پارکوں،کھیل کے میدانوں اور اپنے اپنے علاقوں میں دوسری سہولیات کے تحفظ کا بندوبست کریں۔ایک بصیرت کا پہلو یہ تھا کہ جب اس نے نا امیدلوں کو فاش کیا دوران روداد مقدمہ اس کتاب کی تدون کے حوالے

ملک غلبہ سے زراعتی اورزمتیداری تھا۔بشری انتظام اکثر غیر آباد اور اجاڑ جگہوں سے گھرا ہوتا تھا اور عوام براہ راست ہماری حکومت کی کھیتوں،جنگلوں اور آب رسانی ذرائع پر گزداوقات کرتے تھے۔اس کتا بچے کے تیار ہونے میں جو تحقیقات کی گئیں انکار دورانیہ تین سال سے زیادہ کا ہے مواد حاصل کرنے،تالیف کرنے،جانچ پڑتالی اور معروضات کے تجزیہ کرنے میں کئی گھنٹے صرف ہوئے۔ان کے موجب مقصد یہ تھا کہ متعلقہ باشندگان کو ایسی دستاویزات فراہم کی جائیں جو انہیں صحیح سمت، سہولیات کی قسمیں،عوامی خدمات کے استعمال کیلئے پلاٹس

سے سب سے ناامید پہلو یہ تھا کہ ماسٹر پلان کو کس بے دردی سے جوڑ توڑ کیا گیا،غلط استعمال اور آخرش مسخ کیا گیا۔ٹھیک ٹھاک مستحکم علاقے جنہیں پارکوں ۔اسکولوں اور کھیل کے میدانوں کیلئے وقف کیا گیا تھا انہیں آہستہ آہستہ غصب کیا گیا۔

ان مقبوضہ اراضی میں سے کئی ۱۰ سال ۲۰ سال پرانی ہیں ۔کئی برسوں پہلے قبضہ کی گئیں اور بہت سی دل شکستہ اراضی ہیں اور بہت سی آج غائب ہوچکی ہیں جب ہم یہ لکھ رہے ہیں۔فہران ٹاون کورنگی ایک فرسودہ سوسائٹی کی چیدہ مثال

ہے۔سرجانی ٹاؤن گڈاپ میں کراچی کا ایک بہترین پلان والا علاقہ ہے جو بہت تیزی کیساتھ مقبوضہ ہوکررہ گیا ہے۔کیا ہمارے باشندوں کو،چا ہے وہ کتنے ہی غریب،مجبور ولا چارہوں،پارکس کھیل کے میدان دواخانے،اسکول اور دوسرے عوامی خدماتی ادارے کی ضرورت نہیں ؟ کیا ہم سے کوئی کام بھی بلدیاتی عہدہ داران اور پولیس کی گٹھ جوڑ کے بغیر ہوسکتا ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ ہاں اس میں سیاسی آشیر باد بمعہ پشت پناہی بھی ملوث تھے۔

جب پوچھا گیا کہ کونسے یکساں عوامل اسکے اسٹڈی کے عنوان عام آبادی میں موجود ہیں تو اسنے بتایا ایک عام غلط تصور قبضہ مافیا کے متعلق یہ ہے وہ غریب لوگ ہیں جو گھر سے محروم ہیں جنہوں نے غیر قانونی طور پر قبضہ کیا ہوا ہے اور وہاں براجمان ہیں۔حالانکہ یہ زیادہ تر حالات میں صحیح معروضہ ہے لیکن دراصل انکے پیچھے امراء اور پراثر وسفارشی لوگ ملوث ہیں جنہوں نے اراضی یہ قبضہ کیا ہوا ہے جو عوام کیلئے مختص تھی۔

سیاسی تھپست پناہی برائے مقبوضہ اراضی کی اس سے واضح مثال دیکھنے میں نہیں آئی جہاں شاہراہ نور جہاں، نارتھ ناظم آباد کی پارکوں کیساتھ ہوئی جسکی 2007/8 کے اخبارات میں کثیر پیمانے پر اشاعت ہوئی۔ ان غل غپاڑہ کیساتھ قبضے نے گڈاپ اور سرجانی ٹاؤن کے حوالے سے ایک خطرناک مثال قائم کردی۔

اس کے علاوہ ایک متوجہ دلانے والی خبر جسکی نشاندھی اس نے کی وہ تھی ''مُلّا اور اس کی مسجد کی تناظر میں قبضہ اراضی جو اکثر موتوجہ نہیں کرتی یا شائع نہیں ہوتی۔ پیغمبر اسلام نے سختی سے غیر شرعی کام کی ممانعت کی ہے خاص طور پر جامے اسلام میں اور تلقین کی کہ مساجد ان اراضی پہ تعمیر کی جائیں جنکی اجرت دی جا چکی ہو پھر بھی میں مثالوں پہ مثال پیش کرسکتی ہوں جہاں نارتھ کراچی، PECHS، کلفٹن، صدر اور بے شمار دوسری جگہوں جہاں کمیٹی کے باغات تھے۔ وہاں مساجد تعمیر کی گئیں یا اپنا احاطہ مسجد وسیع تر کرلیا گیا جہاں پارک واقع تھے۔ مسجدوں کو بڑھانے کی کیا وجوہات ہیں وہ اس کتاب کی حدِ نظر سے پرے ہے پھر بھی یہ عیاں ہے کہ زمانہ سبق کے ماسٹر پلان بنانے والوں نے ہر مکتبِ فکر کیلئے آمنے سامنے ایک مسجد نہیں بنائی ہوگی۔

اسکے مطالعہ نے جو اطلاعات دی ہیں وہ KDA اور CDGK ''لے آوٹ'' نقشہ جات کو بنیاد بنا کر دی ہیں۔ جو ہمیں بہم پہنچائے گئے (ذرائع کو جہاں ضروری سمجھا گیا وہاں اسکا ذکر کیا گیا) چند اسکیم چھوڑ دی گئیں (دوسرے اڈیشن میں شامل کرنے کی خاطر) وقت کی کمی کی وجہ سے کیونکہ متعلقہ نقشہ جات موجود نہ تھے۔ مذکورہ پلاٹس کا رقبہ نقشہ جات سے براہ راست اخذ کیا گیا جہاں جہاں دے گئے ورنہ وہ تخمینا لگائے گئے CDGK کے نقشہ جات کی بہت کمی اور تضاد ہیں کیونکہ کچھ اعداد ST(Special Type) عام سہولیات) کو تلاش نہیں کیا جاسکتا جبکہ دوسرے دوبارہ دیے گئے ہیں۔ جہاں کہیں بھی یہ غلطیاں ہوتی ہیں ST اعداد کو بریکٹ میں لکھا جاتا ہے۔ کئی پلان ایسے ہیں جو سہولیاتی پلاٹ کی خصوصیت ظاہر نہیں کرتے لہذا انہیں نشان زدہ کیا جاتا ہے مخصوص نہیں (NS)۔

اسکے علاوہ ہر نقشہ جات اصلی بیان کردہ نقشے نہیں ہیں۔ پچھلے چالیس سے پچاس سالوں میں KDA اور اسکے منفعتی جانشین CDGK نے اپنی من مانی تبدیلیاں، منقسم کرنا اور کئی اراضی کے پلاٹ استعمال کو بدلے کے تمام غیر قانونی حربے استعمال کیئے جو لاگو کردہ قوانین وضوابط کے خلاف تھے اس نے انکشاف کیا۔

اسکے مطالعہ نے جو اطلاعات دی ہیں وہ KDA اور CDGK ''لے آوٹ'' نقشہ جات کو بنیاد بنا کر دی ہیں۔ جو ہمیں بہم پہنچائے گئے (ذرائع کو جہاں ضروری سمجھا گیا وہاں اسکا ذکر کیا گیا) چند اسکیم چھوڑ دی گئیں (دوسرے اڈیشن میں شامل کرنے کی خاطر) وقت کی کمی کی وجہ سے کیونکہ متعلقہ نقشہ جات موجود نہ تھے۔ مذکورہ پلاٹس کا رقبہ نقشہ جات سے براہ راست اخذ کیا گیا جہاں جہاں دئے گئے ورنہ وہ تخمینا لگائے گئے

اختتام میں محترمہ ناعملہ صاحبہ نے اپنے تاثرات مندرجہ ذیل الفاظ میں یوں قلمبند کیئے:

جب میں نے یہ سفر (کتاب لکھنے کا) اختیار کیا تو مجھے کوئی گمان نہیں تھا کہ یہ کتاب کیسی شکل اختیار کریگی کیونکہ سرمایہ اور نفری قوت کی بہت کمی تھی اور حقیقتاً بہت جلد یہ واضح ہوگیا کہ صرف ایک ہی مرد (بلکہ عورت) ہے جو اس مشن کو آگے بڑھا سکتی ہے اور وہ میری ذات تھی۔ ایک سال تک میں نے تنہا مصیبت جھیلی لیکن پروفیسر ڈاکٹر نعمان احمد صاحب جو NED کے شعبہ پلاننگ اور آرکیٹکچر سے تعلق رکھتے تھے اتفاقیہ ملاقات نے سب کچھ تبدیل کردیا۔ میں اپنے تاثرات اچھی طرح ہر گز بیان نہیں کرسکتی کہ میں پروفیسر ڈاکٹر نعمان اور انکے تقریباً پانچ سو نقشہ جات کی ممنون ہوں جنکی اعداد و شمار انکے لائق نقشہ نویسوں عینی ناز، ثمینہ کامران، وقار آفرین اور انیلہ رحیم جو قابل سوپروائزر عظیم احمد خان کے شعبۂ آرچونر نے کی تھی۔ NED سند یافتہ صوفیہ نے انتہائی محنت سے تمام نقشہ جات کی جانچ پڑتال محدث شیشے کی مدد سے اس لئے کی کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

میں خصوصی طور پر یونس خان صاحب کی مشکور ہوں جنہوں نے سکیم 33 اور لیاری کے بہترے نقشے فراہم کرنے میں مدد کی۔

AAA ایسوسی ایٹس کے انجینئر علیم خان کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے جنہوں نے اعلیٰ ہمتی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سینکڑوں نقشہ جات کی جانچ پڑتال کی اور کئی کے سائز 60 انچ بائی 45 انچ کی ضخامت کے تھے بہر حال زیادہ تر جانچ پڑتال سرکاری خزانے / دفتری پیسوں سے کی گئی۔

میں تہہ دل سے مالی امداد کے ضمن میں فریڈرک نعمان فاؤنڈیشن کی ممنون ہوں جنہوں نے ۳ سال تک یہ بوجھ برداشت کیا اور جنکی امداد کے بغیر اس کتاب کی تکمیل ممکن نہ ہوتی علیٰ ہذ القیاس زیادہ تر مالی امداد برائے اعداد و شماری نقشہ جات اور اسکے جمع کرنے کی مد میں ہمارے بھی خواہوں کی جانب سے کی گئی۔ □

شہری حقوق ملکیت:

کراچی میں آخری حد پہ رہائشی تحفظ کی بحالی ایک مقدماتی مطالع

فرحان انور صاحب نے معاشی آزادی نیٹ ورک پاکستان کی اشاعت بعنوان پاکستان میں ملکیت کے حقوق میں رہائشی حقوق کے تحفظ کے ضمن میں کراچی میں آخری حد پہ واقع بستی /برادری والوں کیلئے قلمبند کیا ہے۔

کراچی ایک اندازے کے مطابق ایک کروڑ 60 لاکھ کی آبادی کا شہر (آخری مردم شماری 1998ء میں کی گئی جس میں کل آبادی اٹھانوے لاکھ چھپن ہزار تین سو اٹھارہ تھی (9,856,318) پاکستان معیشت کا قلعہ ہے۔

جو 3600 مربع کلومیٹر پر محیط ہے اور یہ پاکستان کا سب سے بڑا شہر بھی ہے۔ کراچی پاکستان کا تجارت اور خاص صنعتی مرکز ہے۔ کراچی پاکستان کا واحد بندرگاہی شہر ہے جہاں کل آبادی کا 10% فی صد اور 25% فی صد شہری آبادی کا تناسب ہے۔

یہ صوبہ سندھ کا دارالخلافہ ہے اور 30% فی صد صوبائی آبادی اور 63% فی صد صوبہ کی شہری آبادی کے تناسب میں ہے۔ شہر کے پاس دوسرے اور تیسرے درجہ عوام کی اعلیٰ سیکیورٹی ہے۔ یہ مزدور اور خام مال باہر کے علاقوں سے جمع کر کے جدید مالی خدماتی اداروں کے درمیان "نالی' کا کردار ادا کرتا ہے ۲۰۰۷ء میں اسکی سالانہ مجموعی پیداوار ملکی اعتبار سے 50% فی صد اور صوبائی اعتبار سے 80% فی صد سے تجاوز کر گئی۔

شہر کراچی ملکی پیداوار کی ایک تہائی کے تناسب میں دستکاری کے بڑے پیمانے پر حساب دہی دیتی ہے 24% فی صد مالی اور بیمہ کے ضمن میں 20% فی صد بار برداری، ذخیرہ اندوری اور نقل و حمل کے شعبوں میں جبکہ یہ 4.5% فی صد اندرون شہر پیداوار کا حساب دیتا ہے تخمیناً 54% فی صد تمام مرکزی گورنمنٹ ٹیکس ریونیو یہاں جمع ہوتے تھے۔

بہر حال باوجود ان تمام مالی نشاندہیوں کے شہر مکمل پیداواری صلاحیت کو محسوس کرتے میں ناکام رہا اور فی الحال کئی چیلنجوں کا سامنا کر رہا ہے جسکا موثر سدباب اگر نہ کیا گیا تو مستقبل کی پیداوار نا قابل برداشت ہوگی۔ شہری پلانر اور منیجر کو جو ایک سب سے بڑے چیلنج کا سامنا تمام کراچی تاریخی پیداوار اور ترقیاتی اداروں کے ہے وہ بیان کنندہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی ہے جو بوجہ ہجرت ہے۔ منسلکہ چیلنجز: قانونی ڈھانچوں اور خدماتی تناظر اراضی اور رہائشی تحفظ اور قابل برادشت لگاؤ شہر کی تیزی کیساتھ نقشہ جات کی تبدیلی اثر انداز ہے۔ اراضی پہ قانونی قبضہ نہ ہونے کے باعث آبادی ضخاتی تناسب میں بے انصافی ہے۔ ہجرت کی یہ لہریں اور اسکے نتیجے میں تبدیلیاں شہر کی سماجی منفعت اور سیاسی علم حرکیات کو شہر کو بڑی شکل ترقیاتی رجحانات میں تبدیل کر دیا جو سالہا سال سے نمودار ہیں۔

> پاکستان کے پیدار ہونے سے پہلے ہی پیداواری آبادی کی خاص وجہ ہجرت تھی۔ مالی اور فوجی وجوہات سے مربوط ہوکر، ساحلی شہر ہوکر اور دلپسند موسم نے مالی منفعت کی راہیں کھول دیں جبکہ اسکے 133.4% فی صد بڑھ گئی اور اسکا تخمینہ لگایا گیا کہ 90% فوجی معینہ مقام نے فوجی اہمیت کو اجاگر کر دیا 1911 سے 1941 کی مثال دیتے ہوئے اس کی آبادی۔ 1947ء میں پاکستان کی آبادی 450,000 تھی جو پھیل کر 1.137 کروڑ پہنچ گئی

پاکستان کے پیدار ہونے سے پہلے ہی پیداواری آبادی کی خاص وجہ ہجرت تھی۔ مالی اور فوجی وجوہات سے مربوط ہوکر، ساحلی شہر ہوکر اور دلپسند موسم نے مالی منفعت کی راہیں کھول دیں جبکہ اسکے 133.4% فی صد بڑھ گئی اور اسکا تخمینہ لگایا گیا کہ 90% فوجی معینہ مقام نے فوجی اہمیت کو اجاگر کر دیا 1911 سے 1941 کی مثال دیتے ہوئے اس کی آبادی۔ 1947ء میں پاکستان کی آبادی 450,000 تھی جو پھیل کر 1.137 کروڑ پہنچ گئی 1951 تک جو کہ انڈیا سے تقریباً 90% پیداوار رمیان 1921 اور 1941 کی وجہ ہجرت تھی 3,606,746 تک پہنچ گئی اور اس بڑھنے کی ایکا بڑی وجہ مزدور طریقہ کی ہجرت (پٹھان، پنجابی برادری والے) بالائی ملکوں سے۔

جیسا کہ جناب عارف حسن نے اپنے کام کا تجزیہ کیا پاکستان میں شہری تبدیلیوں کی سماجی وجوہات (2006) میں پچھلے دو مردم شماری کے درمیان ہم نے دیکھا کہ 38% فی صد آبادی 1981 اور 1998 کے درمیان بڑھی جسکی وجہ ہجرت تھی۔ اس بات کا تخمینہ لگایا گیا کہ 50% فی صد اضافہ زیادہ تر صرف ہجرت کی وجہ سے ہوا جو پاکستان کے دیگر شہروں اور دیہاتوں سے آئے تھے۔ اسکے علاوہ 1972ء اور 1978ء کے درمیان بنگلہ دیش (سابق مشرقی پاکستان) سے 3,50,000 پناہ گذین نے کراچی میں سکونت اختیار کی جبکہ 1977 سے 1986 کے درمیان تقریباً تین لاکھ 300,000 ایرانی اور افغانی پناہ گزینوں بھی کراچی میں سکونت اختیار کی روس کے افغانستان پہ حملے کے حوالے سے۔

اِن حالات اور مسلسل ہجرت کے نتیجے میں گورنمنٹ کو ایک بڑے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا وہ اراضی اور مکانات مہیا کرنا اور ان مہاجرین برادری کو خدماتی سہولیات میسر کرنا۔

اس مسئلہ کو سنبھالنے کی ناکامیابی، انکے مسکن سے بڑے مہاجر برادری کی ریاست سے اثرات کے نتیجے کی گہرائی تھی

اور مروجہ پالیسی کو نافذ کرنا اور فوجی مقصد کو ترغیب دینا تاکہ شہری ترقیاتی عمل قائم ودائم رہے۔اب تک شہری آبادی کا نصف حصہ قانون کے دائرے سے باہر شہر کی قابل برداشت پیداواری رضافے کی ضمانت دیتے ہوئے گورنمنٹ کیلئے ایک چیلینج بن کر غیر معمولی رہائش اختیار کئے ہوئے ہے۔یہ کتابی کاغذ کراچی کے خانہ بدوشوں کی تاریخی ترقیاتی کاموں کا بھی جائزہ لیتا ہے اور گورنمنٹ کے مختلف اقدام سیکھا گیا سبق اور سماجی، سیاسی، قانونی اور حکمرانہ اختیارات کے سیاق وسباق میں مداخلتی مسائل سے متعلق تجزیہ جنہوں نے اس شہری ترقیاتی چیلنج کی خصلت نگاری کی فطرت اور متن کی نشاندھی کی۔

جیسا کہ اس کتاب (کاغذ) کا مرکز نگاہ اراضی کی آبادی اور اراضی کا حصول کے مباحثہ اور متعلقہ سلسلہ نقشہ جاتی گردش سے ہے لہذا اگر ہم ہجرت کے لاگو ہونے کو اراضی سے متصل کرتے ہیں تو دیکھا گیا کہ شہری ترقی کے تناظر میں کراچی کے ترقیاتی کاموں پہ بہت محدود گرفت رکھی گئی جس کے نتیجے میں اراضی کو حاصل اور تیار کیا گیا قانونی اور غیر قانونی طریقے سے جس کی لیشت پناہی میں سرمایہ دار، سیاست داں اور زمیندار شامل تھے۔جو اراضی سیر وتفریح اور رہائشی مقصد کیلئے مقرر شدہ ہوتی ہیں ان اراضی کو اکثر قبضہ مافیا کے ذریعہ قانون شکنی کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔نالیوں اور نالوں کا قبضہ اور نچلی ساخت کے ڈھانچے فراہم کرنا، رہائشی استعمال اراضی کو تجارتی اراضی تبدیل کرنا، پلاٹوں کے تناسب کو اور دوسری عماراتی قوانین کو تبدیل کرنا مثلاً لازمی کھلی جگہوں کو کم کرنا، اراضی کو عموماً سیاسی دباؤ کے زیر اثر فروخت کیا جاتا ہے۔ایک تاثر ان تمام پہلوؤں کا یہ ہے کہ کچی آبادیاں جنم لیتی ہیں (خانہ بدوشوں کے مسکن) 1981 اور 1998 کی مکانوں کی فہرست شماری زیر اہتمام عارف صاحب انکے کام " شمولیت ترقی" 2010ء، بتاتی ہے کہ 30000 فی یونٹ سالانہ کی تعمیر کی گئی جبکہ 50,000 کی طلب تھی محض 2500/فی یونٹ سالانہ کو عمارت کی تعمیر کے پرمٹ دیے گئے اس عرصے میں طلب اور میسر کے خلاء کی خانہ پری کچی آبادی سے کی گئی پلان شدہ پلاٹس کے دوگنے کے حساب سے بڑھ گئیں۔یعنی 1998 میں 50% فی صد آبادی یا 700,152 خانہ بدوش افراد بستے تھے۔ یہ آبادی اب بڑھ کے بتدریج 61% فی صد یا ایک عشاریہ ۲ ملین افراد خانہ کے تناسب تک پہنچ گئی ہے۔کچی آبادی کے علاوہ ایک کثیر تعداد غرباء مساکین برادری کی 1800 گوٹھوں (دیہاتوں) میں رہتی ہے شہر کے اندورنی گندے محلوں میں۔

ہجرت (کرنے والوں) کی مسلسل لہریں اور حکومتی جواب / لائحہ عمل

1947 میں کراچی اپاکستان کا دارلسلطنت بن گیا تھا جس کی آبادی=4,50000/ چار لاکھ بچاس ہزار تھی جبکہ 1951 میں یہ بتدریج 11,37000 گیارہ لاکھ سینتیس ہزار پہنچ گئی کیونکہ 6,00000 چھ لاکھ مہاجرین ہندوستان سے شہر میں آگئے۔ان میں سے بڑی اکثریت غرباء اور محتاجوں کی تھی۔انہوں نے شہر کے مرکز کی تمام کھلی جگہوں پر بسیر اجمالیا جنہیں پارکس، کھیل کے میدان اسکول کی عمارات اور فوجی چھاونیاں شامل ہیں جن پر حکومت 70 سے 80 ملین روپے خرچ کررہی ہے (8 388,88 US$) امریکی ڈالر۔اس عرصہ میں پانی، نکاسی اور نچلے ڈھانچوں کی مدد میں خانہ بدوشوں کیلئے۔

اسی وقت سے کئی ماسٹر پلان اور انتظامی ڈھانچوں کے پلان کراچی کیلئے تیار کئے گئے زیادہ تر بیرونی مشاہیروں اور کئی ضمنی شاخوں کی ایجنسیوں مثلاً UNDP۔یہ تمام پلان خانہ بدوشوں کے مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں زیادہ تر ناکامیاب رہے خصوصاً اس لئے کہ وہ خصوصی مداخلت کی جواب دہی میں ناکام تھے، حکومتی قائدہ وقانون کا فقدان اور اتصال اور مسلسل مقرر کردہ پالیسی اور نگاہ میں فوجی وضع قطع کے کام انھوں نے اپنے کام کی بنیادیں نامناسب اور نقائص زدہ مواد پہ رکھی ہوئی تھیں اس قیاس آرا پلان پر کراچی کی شہری پرورش/نشونما کی علم حرکیات کو مدنظر نہیں رکھا گیا جو مسلسل سیاسی، مالی اور انتظامی تانے پانے کے درمیان رہا۔ مثال کے طور پر MRV ماسٹر پلان جسے سویڈش مشاورتی کمپنی نے تکمیل تک پہنچایا اور کراچی امپرومنٹ ٹرسٹ KIT کیلئے 1952ء میں ایک مناسب ڈیٹا پلان کی تیاری مکمل نہیں ہوئی MRV پلان کیساتھ جسے تیار کیا گیا اس قیاس پر کہ کراچی کی آبادی 2000ء تین ملین ایک ایسی تعداد جو 1969 میں پہنچی تھی۔اس پلان میں معملات طے کرنے والوں اور پلان بنانے والوں نے مکانات کی تعمیر برائے مہاجرین کو مرکز نگاہ بنایا بہرحال پلان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے مالی ضروریات کو شہر کے ایک نئے انتظامی عمل کے مرکز سے منسلک کیا گیا جو مرکز نہ بن سکا کیونکہ یہ فیصلہ کیا گیا۔

1958ء میں کراچی دارالسلطنت کو تبدیل کرکے نئے ترقی یافتہ شہر اسلام آباد سے چنانچہ ایک نئی پالیسی تبدیلی بھی دیکھنے میں آئی کیونکہ پاکستان کی پہلی مارشل لاء حکومت نے فیصلہ کیا خانہ بدوش جو شہر کے اندر آباد ہیں کے شہر کو بدشکل اور بدہشت بنادیا ہے لہذا انہیں شہر کے مضافات میں آباد کیا جانا چاہیئے۔پالیسی کی اس تبدیلی نے کراچی کے ایک بہت بڑے نو آبادیاتی پلان کو جنم دیا جو گورنمنٹ آف پاکستان کیلئے یونانی مشاورتی کمپنی "DOXIADES" جو 1958 میں شریک بنی۔

اس نوشتہ پلاننگ نے مشورہ دیا کہ دو نئے TOWNSHIP کورنگی اور نیو کراچی پیدا کئے جائیں کراچی کے مضافات میں (15 سے 20 میل مرکزی شہر سے) اور ان ٹاؤن شپ کے قرب وجوار بڑے بڑے صنعتی مراکز تعمیر کرنے کی بھی پلاننگ اور آجر کو انعامی ترغیبات دی گئیں تاکہ ان علاقوں کی ترقی ہو۔اندرون شہر کے گندے علاقوں کی صفائی اور رہائشی مکانات کی نئے علاقوں میں تبدیلی پلان کا پورا حصہ ہے۔

بہرحال صنعتی علاقوں کی ترقی ٹاؤن شپ کے نزدیک پائیہ تکمیل تک متوقع رفتار سے نہ پہنچ سکی۔لہذا/50 فیصد لوگوں جنہوں نے سبقت کی کے دوبارہ نقل ومکانی شہر کے مرکز میں کرلی یا شہر کے وسطی علاقوں میں تاکہ اپنے روزگار سے قریب تر ہوجائیں۔اس پلان کی ناکامیابی کے باعث چھ سنگین نوعیت کے اقدام جن کی تفصیل نیچے بیان کی گئی ہے کئے گئے جنہوں نے نقائص کی نشاندہی کی جو آنے والی گورنمنٹ کے لئے زیر غور رہے تاکہ کم قیمت پہ مکانات چھپا کئے جاسکیں کراچی کے بے گھر لوگوں کو تاوقتیکہ کچی آبادی کی آبادکاری حکومتی اقدام کا ایک حصہ بن سکے۔

جائداد/ملکیت کے قیاسات:

وہ لوگ جنہوں نے نئے شہر سے مضافاتی علاقوں میں کوچ کیا انہوں نے اپنے مکانات ،زمینیں سٹے بازوں کو فروخت کردیں جنہوں نے اس کے بدلے انہیں اوسط درجہ کے لوگوں کو ان مکانات میں بسا دیا۔

مالی میکانی امداد کا فقدان:

ٹاؤن شپ کی ترقیاتی اسکیم میں حکومت کی بھاری ذیلی ادارے شامل ہیں لیکن وصولی استعمال کنندگان سے نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ یہ بھی دیکھا گیا کہ استعمال کنندگان کی بازیافت کے بغیر آبادی کیلئے حکومت اپنی جانب سے مالی امداد اپنے بیت المال سے نہ کرسکی۔

برتر کراچی کے نوآبادی پلان کی ناکامیوں نے یہ ثابت کردیا کہ نوآبادکاری اور معیار تحفظ کی فراہمی کچی آبادی کے خانہ بدوشوں کیلئے محض ایک مادی مسئلہ نہیں بلکہ ساجی کیفیات اور قابل برداشت مالی اعانت کا آغاز کار زیادہ سنگین توجہ طلب مسائل ہیں جن سے ترقی یا تنزلی کی راہیں متعین کی جاسکتی ہیں۔کراچی کی مجموعی پیداوار پر ان تاثرات کے نتائج معنی خیز ہیں شہر کے بڑے بڑے علاقے خانہ بدوشوں سے خالی کرالئے گئے اور غرباء طبقے کیلئے بہت مشکل ہوگیا اراضی کا حصول تا کہ شہر کے وسط میں تعمیر کی جاسکے۔اس چیز نے غیر قانونی سب ڈویژن کی ترقی کی راہ کو ہموار ی شہر کی جھالروں مرکز شہر کو اور ماحولیاتی ناقابل قبول اراضی مثلاً لیاری دریا کا متاثرہ سیلابی علاقہ جات(جو شہری بلدیاتی اور صنعتی ذرائع شدہ پانی) حکومت جبکہ ابتک ایک درست پالیسی کے ڈھانچے بنانے میں ناکیمابی رہی تا کہ اس مسئلہ کا سدِّ باب کیا جاسکے، اس نے اپنے اقدام کو ایک نئی شکل دی ہے۔ پلاٹوں کا حصول اور خدماتی سہولیات مہیا کرکے گھروں کی تعمیرات کی گئیں۔سب سے اہم معنی خیز انکشاف اس دوبارہ مرکز نگاہ کا جو قابل بیان ہے وہ اورنگی میٹروویل پروجیکٹ (1973) ہے جو پچیس ہزار افراد کیلئے UWD یوٹیلیٹی ودل ڈیولپمنٹ اسکیم راستے، بجلی، گیس اور نکاسی کے محکمے مہیا کئے گئے اسکے 4133 پلاٹس کیلئے۔ پلاٹس تمام تر عوامی سہولیات کیلئے پلان کئے گئے اور اسکی اراضی /جگہ صنعتی علاقے کے نزدیک رکھی گئی۔اسکے علاوہ ان پلاٹوں کی قیمت محض 2500 روپے تجویز کی گئی۔

بہرحال یہ اسکیم ٹارگٹ گروپ کو متوجہ کرنے میں ناکامیاب رہی۔ اسکی پلاننگ یوں تھی کہ 94% فی صد پلاٹس ایسے اشخاص کو دیے جائینگے جنکی ماہانہ آمدنی 1000 روپے ہے لیکن بجز اوسط درجہ ک افراد نے بھی زیادہ تر پلاٹس خریدے اپنے اصلی نامزدگان سے۔ انھوں نے فادہ عام کی دیوار گرادی اور اوسط درجہ کے لوگوں کے معیار کے مطابق مکانات تعمیر کرائے۔اس کی عام وجہ زیادہ تر مالی حالات تھے کوئی اور نہیں۔میٹروویل میں آنے والے رہائشی باہر سے سامان اور معمار لاتے تھے کیونکہ یہ چیزیں اور سہولتیں ان محدود علاقوں میں مفقود تھیں۔اس عمل کے نفاذ میں کثیر سرمایہ کاری کی ضرورت تھی۔ ایک ''ہاؤزنگ بینک'' کے نفاذ کا مشورہ کم آمدنی والے لوگوں کی امداد کیلئے کم منافع کی شرح سود کے مطابق بھی قابل عمل نہ رہا اور ادھار قرضہ جو موجود تھا وہ ہاوز بلڈنگ فینانس کورپوریشن(HBFC) کی جانب سے تھا جہاں قرضہ کا حصول اور انکی شرائط غرباء کے لئے سازگار نہ تھیں۔

منصوبے سے پالیسی تک: برادریوں سے رابطہ قائم رکھنا:

پہلا پالیسی فیصلہ محکمہ جاتی بنیادوں پر پالیسی ڈھانچہ کے درمیان کچی آبادی کے حوالے سے 1972 میں ہوا۔ جب وفاقی حکومت نے KAIRP کچی آبادی امپرومنٹ اینڈ ریگولائزیشن پروگرام شروع کیا۔ KAIRP کا مطمع نظر 2320 ملک کی کچی آبادیوں کو اصول کے تحت لانا تھا۔جسکی کل آبادی 5.5 ملین تھی اور مکینوں کو پانی، نکاسی، بجلی، پیدل چلنے والوں کے راستے اور دوسری سہولیات ترقیاتی اخراجات کے بدلے (جسے لیز اخراجات کے نام سے موسوم کیا گیا) اس پروگرام کی تیز رفتاری امریکی جماعت کے نعرہ سے آئی تھی جو ملک کی سب سے پہلی منتخب حکومت تھی۔کچی آباد کاری کی ترقی اور رواں دواں رکھنے کو حل کے طور پر کم آمدنی والے مکانات کی قلت کو حتمی شکل UNDP کے ماسٹر پلان کراچی (1974-85) نے دی۔جس کے نتیجے میں کراچی میٹروپولیٹن پروگرام KMP کی تشکیل ماسٹر پلان ڈیپارٹمنٹ نے کی اور ذمہ داری ڈالی گئی تا کہ کم آمدنی والوں کے لئے مکانات مہیا کئے جائیں۔ان تمام ترقیوں کے باوجود عملی نتیجہ بہت ہی کم تھا۔

بہرحال پانی برسانے کے لحاظ اس عمل میں آئے جب سندھ کا کراچی آبادی ایکٹ 1987 کا قانونی مسودہ تیار ہوا اور اسکا نفاذ ہوا جس نے جامع قانونی اور انتظامی عمل کا ڈھانچہ فراہم کیا تا کہ کچی آبادی کا عملی نفاذ کیا جائے۔یہ صوبائی قانون (جو دوسرے صوبوں سے وضع قوانین کو منعکس کرتا تھا) پشتہ بندی کی طرح آیا سیاسی اعلان 23 مارچ 1985 کے حوالے سے کہ تمام غیر پلان شدہ انتظامات کم سے کم چالیس مکانات پر مشتمل جوان دنوں موجود تھے عملی نفاذ کیا جائے۔ اس قانون کے تحت سندھ کراچی آبادی اتھارٹی(SKAA) وجود میں آئی۔

رہائشی تحفظ، اراضی کی حد بندی اور سماجی حفاظت 2007 اکٹھا کئے گئے سماجی ریسرچ کیلئے۔

برادری سے سبق سیکھنا:

SKAA کو اختیار دیا گیا کہ وہ KAIRP کو مکمل کرے صوبہ سندھ میں اور اعلان کرے، اصول کے تحت لائے اور ارتقا کو پہنچائے صوبہ سندھ کی کچی آبادیوں کو پانچ سال کے اندر (1987 سے لیکر 1992 تک) اور اس عمل میں مالی حالات میں وہ خود کفیل بن جائے اسی مدت کے اندر بہرحال اسکی تخلیق کے پانچ سال اور بعد بھی SKAA نے کوئی ایک واحد لیز بھی نہیں نکالی۔اس موقع اور اس اسٹیج پر اسکی وجوہات کو قلمبند کرنا مناسب ہے اور اقدامات جو بعد میں کئے گئے تا کہ SKAA اس قابل ہو کہ اپنا نصب العین حاصل کرسکے (جنکی فہرست مندرجہ ذیل ہے) جیسا کہ جناب تسنیم احمد صدیقی SKAA کے پرانے ڈائر کٹر جنرل اور ایک مشہور ماہر ترقیات نے کہا جس نے SKAA کی نام آوری میں نمایاں کام کئے۔

SKAA کے اختیارات کے لاگو کرنے میں رکاوٹیں:

رسموں کی پابندی کو بڑھانے کے بھاری طریقے اور بدعنوانی (رشوت) لیز اپلیکیشن کے ساتھ جس کے لئے کم سے کم دس مرحلوں سے گزرنا زمینی حقائق کو مدنظر نہ رکھنا، کام کی نگہداشت اور نگرانی کا فقدان مہنگا سودا ہے۔غی

غیرضروری کنائی راستوں کی چوڑائی کی خاطر جبکہ اراضی کی ویسے ہی کمی ہو۔ یہ طریقہ اس حقیقت کی ترجمانی نہیں کرتا کہ کچھ مقدمات میں زیادہ تر بنیادی سہولیات پہلے ہی برادری کے کاموں کے لئے مختص کی ہوئی ہیں اور طلب صرف لیز ڈ اراضی کی ہوتی ہے۔ ایک یکساں معیار کا تمام کچی آبادیوں کے لئے مشہورہ دیا گیا۔ پرووِیزنل انٹائل ٹلمنٹ سرٹیفیکیٹ کا اجرا اراضی کے خطے کو تحفظ نہ دے سکا۔

شناخت زدہ رکاوٹوں کو قابو کرنے کے لائحہ عمل:

کام مکمل طور پر مرکز میں نہ لاناتھا آفیسروں کے ساتھ جولوگوں کے پاس جاتے ہیں اور دن ہی دن کا سارا کام فی الفور کیا جاتا ہے۔ آپریشن کا مرکز نگاہ۔

لیز کی کمپس ہیں جو ایک کھڑکی پر کام میں کئی اقدام لیز حاصل کرنے کیلئے کم سے کم ہوجاتے ہیں پرووِیزنل انٹائل ٹلمنٹ سرٹیفیکیٹ کا اجراء کر دینا چاہئے۔ برادری اور انکے لیڈر کوملوث ہوکر اس طریقہ کار کی نگرانی مختلف مراحل میں کرنی چاہئے۔ راستہ کی چوڑائی کی خاطر کٹاؤ کا عمل بالکل ختم کر دینا چاہئے۔ لیز کے نرخکو قابل قبول کرنے اور ترقیاتی کاموں کے مطابق کرنے ہر ایک کچی آبادی کو ایک علیحدہ یونٹ سمجھنا چاہئے جس کے پاس ایک الگ امتیازی نشان مقرر ہونا چاہئے یہ معلوم ہوا کہ کم سے کم بنیادی ضروریات / اقدامات با ضابطہ اقدام کے شروع کرنے سے قبل یہ تھے۔ (a) ایک نوساختہ طبعی نقشہ کچی آبادی کا (b) ایک بہتری کا پلان اور (c) ایک میدان کار کی کتاب جسمیں ہر پلاٹ کی اور اسکے مکین کی ٹھیک ٹھاک اطلاعات ہوں۔

1994ء میں اس لائحہ عمل کو دوبارہ اپنایا گیا اور جیسے لیز کے دفاتر نے اپنا کام شروع کیا لوگوں کے ہجوم نے لیسنر کی درخواست دائر کرنے کیلئے تگ و دو اور لیز کا چالان بھر ناشروع کیا۔ آٹھ ماہ سے بھی کم عرصے میں SKAA اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ مالی اعتبار سے خودکفیل ہوگیا۔

اس لائحہ عمل نے اس منطق کو اپنایا جیسا کہ جناب تسنیم صدیقی نے پیش کی کہ ایک حقیقت پہ مبنی پالیسی جو غریبوں کو پناہ دے کی ابتدا ہونی چاہیے جو اپنے مسائل آپ کی بنیاد پر ہوں چہ جائکہ ان مسائل کے حل کا الزام غیر معیاری اور غیر قانونی حکومت کا کام ہے کہ ان حل کے طریقوں کو کنٹرول کرے اور رہنمائی کرے تاکہ غرباء کی کوفت ختم ہو۔

ایسی معقول پالیسیاں جنہیں بین الاقوامی سند حاصل ہے 1970ء کی شروعات کے زمانے سے بنیادی طور پر دوحصوں پہ تقسیم ہیں۔ پہلی تو اسی پالیسی کو ماننا اور اقرار کرنا۔ قانونی شکل دینا اور موجودہ آبادکاری بندوبست کی بہتری۔ لہذا انہیں ملاکر ایک ''قانونی شہر'' کی طرح رکھنا دوسری قریب آنے کا دوسرا حصہ دلالت کرتا ہے غیر قانونی طے شدہ چیزوں کو پھلنے پھولنے سے ایک عین قانونی اور قابل قبول چارہ کار مہیا کرنے سے۔

زمینی حقوق بے وطنوں کو دینا: کچی آبادی کی آبادکاری کا عمل:

SKAA کا آبادکاری کے عمل کو چاہیے کہ کچی آبادی کے مکین درخواست دائر کریں ایسے دستاویزات کے ہمراہ جس سے انکی رہائش ہونے کا ثبوت ہو۔ سرکار ان دستاویزات کی تجدید کرے گی اور خاص طور پر یہ دعوی کہ کم سے کم چالیس مکانات کے مکین رہائش پذیر ہیں۔

عام معافی کے یا اس سے پہلے دن سے (۲۳ مارچ 1985) -SKAA ایک زمین بڑا کا سروے بھی بندوبست کرتی ہے جو نقشہ سازی اور علاقے کی حد بندی 0 کے نتائج اخذ کرتی ہے۔ اور قانونی ملکیت کی نشاندھی کرتی ہے۔ اکثر اوقات ان اراضی کے مالکان حکومتی ایجنسی کے ہی افراد ہوتے ہیں۔

کچی آبادی کے اشتہار کی سہل العمل رپورٹ ان فہرست کو شامل کرتی ہے جیسا کہ عین سروے پلان جو خاص علاقوں کی اور حدود کی نشاندھی کرتا ہے، مکین کی فہرست دستاویزی ثبوت کے ساتھ کہ وہ مقررہ تاریخ سے قبل بھی آباد تھے۔ اگر عہدہ کے ڈائرکٹر جنرل نے اجازت دی تو ترقیاتی کاموں اور تعمیری تکمیل کی شروعات کی جاتی ہیں۔

جب یہ تمام مراحل طے ہوجاتے ہیں تو وہ علاقہ / ایریا ایک طے شدہ قانونی کچی آبادی کا علاقہ مشہور ہوجاتا ہے۔ اس مرحلے پہ مکینوں کی یہ اختیار ہے کہ وہ انفرادی لیز کی درخواست دیں اپنی ملکیت کے تناظر میں جسکی SKAA اپنے مرتب کردہ شیڈول میں اطلاع دیتا ہے۔

قیمت ادا کرنے کا شیڈول (اراضی کے) سائز اور ZONE کی قسم کے اعتبار سے بدلتا ہے۔ پلاٹس کو 05 قسم کے طبقوں میں منقسم کردیا گیا ہے یعنی رہائشی، رہائش اور تجارتی، سہولیاتی اور برائے مذہبی استعمال۔ قانون وضوابط کے تحت صرف انفرادی حیثیت کے لیز شدہ افراد

قابل تحفظ ہیں اور بغیر لیز شدہ پلاٹس بغیر ہرجانے کے بے دخل اور مسمار کئے جاسکتے ہیں۔

SKAA کا 2005 کا حساب کتابی معلومات جسے 539 کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے سندھ کی کچی آبادی کے حوالے سے جسمیں سے 483 نے باضابطہ ہونے کی سند حاصل کی۔ انمیں سے 278 مٹی گورنمنٹ کے شعبہ اراضی میں وقوع پذیر ہیں اور انمیں سے 274 باضابطہ میونسپٹی کے اختیاراتی عمل سے ہوئے۔ اسکے علاوہ صوبائی حکومتی شعبوں نے 105 مکینوں کو باضابطہ کیا جوان علاقوں میں وقوع پذیر تھے جو پہلے صوبے نے خریدے تھے / صوبے کی ملکیت تھے۔ سب ملاکر 2006 تک 1,20,000 ایک لاکھ بیس ہزار لیز گرانٹ / منظور کی گئیں۔ یہ اعداد تمام کچی آبادیوں کے مکانات کے ایک چھوٹے تناسب میں شمار ہوتے ہیں جو باضابطہ گی کے زمرے میں آئے ہیں۔ ایک مرتبہ اگر رہائش مستقبل پا گئی تو اسکے مکین کو کوئی فکر قیمت دے کر انفرادی تعمیر حاصل کرنے کی نہیں ہوتی کیونکہ انہیں تسلی ہوتی ہے کہ مستقل رہائش مکمل طور پر نہ بے دخل ہوسکتی ہے نہ مسمار کی جاسکتی ہے۔ ایک مکمل تسلیم شدہ رہائش ترقی تعمیری مراحل کے توازن کو قائم رکھتی ہے باوجونکہ انفرادی حیثیت کی لیز شدہ ہے کہ نہیں۔

ازراہ کرم

- شہری CBE کے کامیابی کی نشان دہی کرنے والا
- لیز ینگ کی رفتار میں اضافہ
- درخواست دہی اور لیزنگ کے درمیانی اوقات میں کمی
- قابل تائید ادارہ مالی خود کفیلی
- موثر قیمت شفافیت اور تدارک
- SKAA سسٹم کا جواب اور اصول
- SKAA کی دوسری ایجنسیوں کی ٹریننگ اور دیکھ بھال
- متفرق اخراجات لیزنگ اور انکی ترقی۔

رہائشی تحفظ، حد بندی اور سماجی تحفظ **2007** سماجی ریسرچ کیلئے اکٹھا:

اختتام / فیصلہ SKAA کا 1994 میں ترقیاتی عمل اور لیز دینے کے سلسلے میں جو تبدیلیاں کی گئی ابتدائی طور پر اس لئے بنائی گئی تھیں کہ غیر مرکزی نظام حکومت حاصل ہو عمل کو شفاف بنایا جائے اور متاثرہ برادری کے لئے قابل قبول ہو۔

بنیادی مقدمہ یہ تھا کہ مداخلت اور اختراع کو قبول کیا جائے جو برادری نے اپنی زمینوں پہ بنائی گئی تھیں اور پھر گورنمنٹ کے طے شدہ اصولوں کو اپناتے اور ترقیاتی کاموں کو اس حقیقت کیساتھ زمین پہ تاکہ زیادہ قبولیت کا یقین ہوا اور کام کی کمی کے مواقع کو کم کیا جا سکے کئی نکتے ظاہرہ ہوئے تا کہ اور تبدیلیوں اصولی کے اثرات کا تخمنہ کیا جا سکے SKKA کی کردار نگاری میں جسے کہ لیز دیتے کے حاصل تناسب میں اور دیئے کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے درخواست کنندہ کے نقطہ نگاہ سے لیز کے حاصل کرنے کے حقوق سے لیکر لیز دفتری رجسٹریشن کے عمل تک یہ لذات خود حکومت کی اختراع تھی جس نے اچھے نتائج ظاہر کئے مثال کے طور پر دوسرے بتانے والے کے تناظر میں مکمل وقت 1400 دنوں سے نیچے آ گیا نئی حکمت علی کے شروعات سے تقریبا 144 دنوں میں چند سالوں کے اندر۔

جیسا کہ جناب حارث گزدار اور حسین بخش فلاح صاحبان نے اپنے کام میں نتیجہ اخذ کیا کہ رہائشی تحفظ، حدود بندی اور سماجی حفاظت'' کچی آبادی کے غیر طے شدہ مکانات کی باقاعدگی ایک بہت اہم مرحلہ ہے رہائشی تحفظ کی فراہمی میں سماجی حد بندی میں یہ بہت واضح ہے کہ نو آبادی، برادری کے لوگ، اور انفرادیت جنہوں نے تحفظ حاصل کر لیا گورنمنٹ کے پروگرام کے تحت اور باقاعدہ قانون کے تحت اب محفوظ ملکیت کے علمبردار ہیں۔ بحر حال اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ پبلک کی اراضی کی دستیابی اور اسکے متعلقہ خدمات اور ڈھانچے لامحدود نہیں رہ سکتے۔

> ایک اور اہم معلومات ایک کامیاب شہری ترقی کے سفر میں یہ ہے کہ ایک وسیع تاثر پیدا ہوا اور اسکو سختی سے دبا دینا چاہیئے شہری ترقی کے بڑے کینولیس میں جبکہ بے گھر / بے وطن لوگوں کو حقوق اراضی ذہنی کا سلسلہ سیکھنے کے دائرہ میں تھا

شہر کے مستقبل کے قابل برداشت ترقیاتی کام اہم ہیں اس تناظر میں کہ شہر کی دیہاتی آبادی کا اٹھتا ہوا طوفان کہ جس کے زیادہ تر علاقوں کی ترقی کے کام اب حکومت کی اختیار سے باہر ہیں مد نظر یہ ہیں۔ دوسری فکر یہ ہے شہر کی کمزور اور ناتواں پالیسی مکانات اور کراچی کے قوانین وضوابط کے سلسلے میں جاری وساری ہے ہجرت کے عمل ملک کے دوسرے حصوں سے اور دوسرے ہمسایہ ممالک سے بھی جبکہ شہر کے ابتدائی دنوں میں زیادہ تر مہاجرین جفاکش، دلیر اور جانباز تھے جنہوں نے شہر کی پرورش میں صحیح کردار ادا کیا آج کے دنوں کا زیادہ تر سرایت کرنا جو زیادہ تر لوگوں نے محسوس کیا سیاست سے مربوط ہے اور سیاسی دشمنی کا شاخسانہ ہے جو حدود شہر کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں اپنے مفاد میں ایک مثبت سوچ آنی چاہیئے کہ ایک خاص موقع پر باقاعدگی قوانین میں ایک خاص جگہ بنائی ہے تاکہ شہر کا نا قابل برداشت پھیلاؤ کہ اگر بے قابو چھوڑ دیا گیا تو سنگین نتائج کا پیش خیمہ ہوگا کراچی کے رہائشی کے تحفظ کی ضمانت کے حوالے سے اور بنیادی خدمات، سہولیات اور قانونی ڈھانچے کی مناسبت سے تاکہ ایک جدت پسند اور پائیدار بڑے شہری علاقوں پہ مشتمل شہر کی طلب کو پورا کر سکے۔

ایک اور اہم معلومات ایک کامیاب شہری ترقی کے سفر میں یہ ہے کہ ایک وسیع تاثر پیدا ہوا اور اسکو سختی سے دبا دینا چاہیئے شہری ترقی کے بڑے کینولیس میں جبکہ بے گھر / بے وطن لوگوں کو حقوق اراضی ذہنی کا سلسلہ سیکھنے کے دائرہ میں تھا پر جیکٹس اور پالیسی کی ترقی تناظر میں سوچنا اور عمارت کا خاکہ تدوین کرنا اور ایک بغیر جڑے ہوئے اور سرمایہ دارانہ پلاننگ کا لائحہ عمل برادریوں سے جوڑ توڑ اور تجربہ سے دیکھنا زمین پر شہر کا عمومی پلاننگ کا لائحہ عمل ناکامیاب رہا اس متوازی ترقیاتی عمل میں اور مہیا کرے ضروری اور ماحولیاتی احتیاطی تدابیر تاکہ عمل قابل استحکام اور پرانی پالیسی سے مل کر مکمل ہو پہنچتا جب یعنی کامیابی حاصل ہوگئی شہر نے ایک بے انصاف پیداوار کی تفصیل تسلسل سے دکھائی زمین اور خدمات کی پہنچ کے حوالے سے جن کو جانچتا غیر فعال حکومت کے تناظر میں بنیادی ضروریات بھی زبردستی چھین لیتی ہے سماجی اور عوامی پذیرائی بھی۔

تبدیلی موسم:-

تبدیلی استعمال اراضی کے موسمی منفی اثرات

''شہری تجربہ'' شہری CBE کے کراچی میں اراضی کے استعمال کے معاملات میں کام کا تجربہ سنگین روابطہ مابعین غیر پلانڈ اراضی استعمال کی تبدیلی اور منفی تاثرات برائے ماحولیاتی اور موسمی تبدیلی ظاہر کرتا ہے۔

شہری CBE دراصل وکالتی کاموں جن کا تعلق معقول استعمال اراضی پر عمل رد آمد کرائے اور علاقائی کنٹرول کراچی کے وسطی شہر سے ہے۔ مصروف ہے۔ اسر گرم ہے اور جس کا خصوصی مرکز نگائی شہری کراچی ہے استعمال اراضی کی تبدیلی کا براہ راست تاثر موسمی تبدیلی پہ ہوسکتا ہے کام کے دوران ہم نے دیکھا کہ کراچی کی کھلی جگہیں کا ایک بڑا تناسب بے دخل کیا گیا ہے جسمیں پارکس، کھیل کے میدان آتے ہیں اور انکے اراضی کا استعمال تبدیل کر کے مضبوط سمینٹ کے ڈھانچے بنائے گئے ہیں۔

سر سبز علاقے گویا شہر کے پھیپھڑے ہوتے ہیں جبکہ درخت اور شہری جنگلات بھی کاربن کی نالیوں کا کام کرتے ہیں اسطرح موسمی تیغرات کے خلاف نکما بن جاتے ہیں۔

کراچی میں زمینی شہری کے علاوہ ساحلی پٹی بری طرح متاثر ہوئی ہے ببول جس نے کراچی کے ساحلی علاقوں کو ٹانکس پھیلاکر گھیرا ہوا ہے اور بری طرح کھا گیا ہے اور کچھ ہی دن پہلے اعلی پیانے پر تجویز کنندہ اراضی ترقیاتی پلان کا کراچی شہر میں اعلان ہوا۔ جس نے ببول کی پیداوار کو کم کردیا کیونکہ ساحلی پٹی پلان کے مطابق دوبارہ حقِ ملکیت رکھتی ہے۔ شہر کی بے سرویا شہر کی پیداوار کی وجہ سے آلودگی بھی ساحلی گورنج کو نقصان پہنچائی ہے۔

موجودہ تجربہ جو شہری کے زیر نگرانی کیا گیا تجارت پسندی کے منفی رجاظت / تا اثرات شہری اراضی پر سے پتہ چلا کہ حمل و نقل کی ضمانت بڑھ چکی ہے بڑے پیرائے ہیں۔

شہر کے گنجان آباد جگہوں میں آس پاس کی آلودگی کی بڑی مقدار کیساتھ جبکے ساتھ کاربن اخراج ہوتا ہے جو بدترین موجب ہیں موسمی تغیرات کے اندرون شہر کی گھٹن اور شہر کے دوسری جگہوں کی عمودی پیداواری طریقے دیکھے گئے طلب کی ہوئی پلاننگ کے بغیر اور ماحولیاتی کنٹرول بھی بری طرح متاثر ہیں شہری ماحول یہ پتھر پکی ہوئی سمینٹ ،اینٹیں خصوصی طور پر موسم کی تبدیلی اور زمین کی پانی کی قوت کا باعث ہیں بلند و بالا گھٹن والے مکانات / عمارتیں جس میں سر سبز بہت کم ہوتی ہو تجارات کی مقدار کو کم کردیتی ہیں لیکن بڑے علاقے کے اچھے گرم ذخیروں کو پیدا کرتی ہے اور بڑے پیانے پر سطحی کجی کئی

عمارتوں کی دیواروں فی یونٹ کے حساب سے کے نتیجے میں جمع کی ہوئی زیادہ گرمی ہوا کے ذریعہ منتقل ہوجاتی ہے ہنگامے کے ذریعے کراچی کی گرم اور خشک آب وہوا میں یہ ایک بڑا مسئلہ ہے جو منفی آگاہی سطحی قوت اور شہری ماحول کے موسمی میزان کو مدد کرتا ہے۔

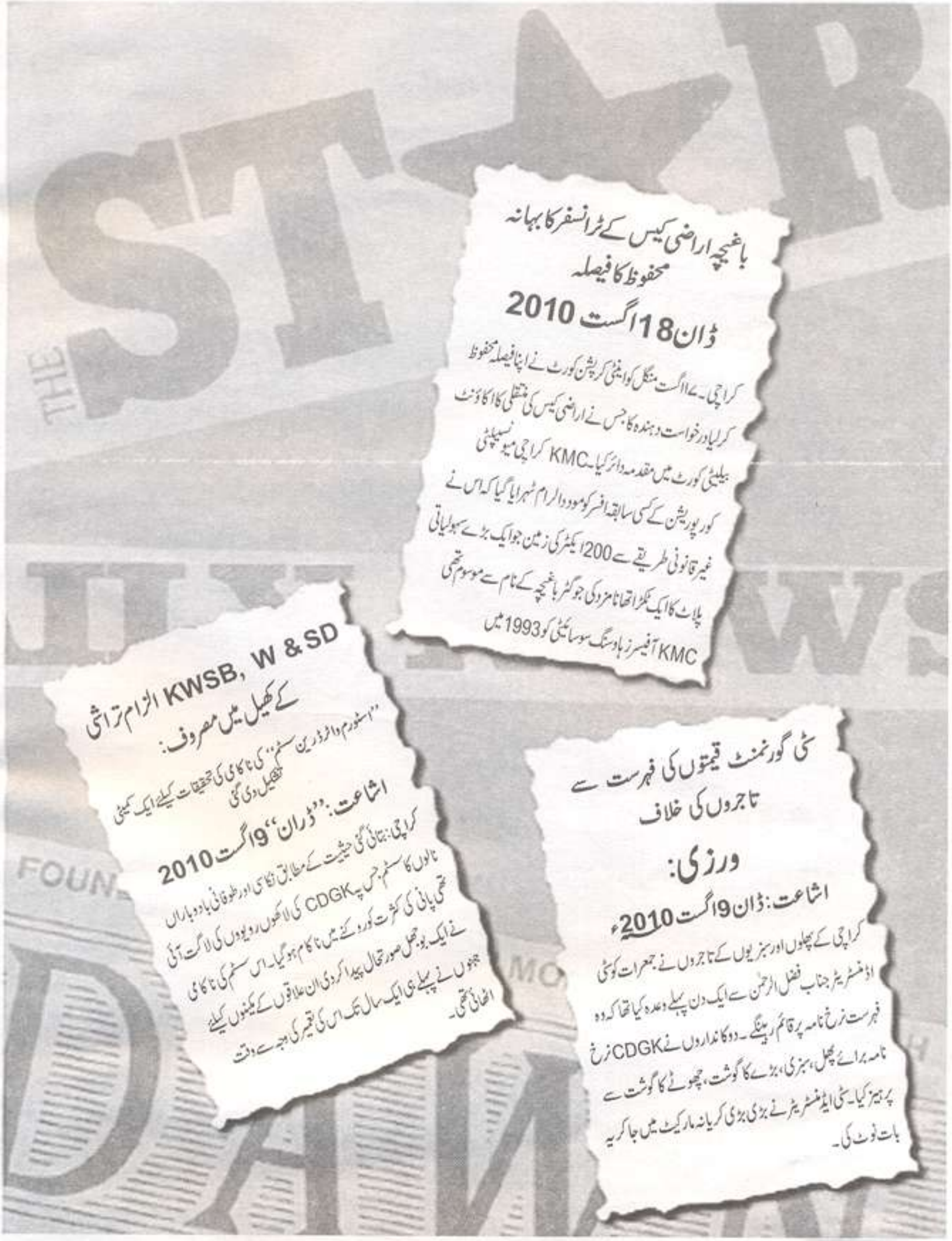

باغیچہ اراضی کیس کے ٹرانسفر کا بہانہ محفوظ کا فیصلہ

ڈان 18 اگست 2010

کراچی۔ ۱۷ اگست منگل کو اینٹی کرپشن کورٹ نے اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا درخواست دہندہ کا جس نے اراضی کیس کی منتقلی کا اکاؤنٹ بلیٹی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا۔KMC کراچی میونسپلٹی کورپوریشن کے کسی سابقہ افسر کو مودوالزام ٹھہرایا گیا کہ اس نے غیر قانونی طریقے سے 200 ایکٹر کی زمین جو ایک بڑے سہولیاتی پلاٹ کا ایک ٹکڑا تھا نامزد کی جو گٹر باغیچہ کے نام سے موسوم تھی KMC آفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی کو 1993 میں

KWSB, W & SD الزام تراشی کے کھیل میں مصروف:

''اسٹورم واٹر ڈرین سسٹم'' کی ناکامی کی تحقیقات کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی

اشاعت: ''ڈران'' 9 اگست 2010

کراچی: بتائی گئی حیثیت کے مطابق نکاسی اور طوفانی بادوباراں نالوں کا سسٹم جس پر CDGK کی لاکھوں روپیوں کی لاگت آئی تھی پانی کی کثرت کو روکنے میں ناکام ہوگیا۔ اس سسٹم کی ناکامی نے ایک بوجھل صورتحال پیدا کردی ان علاقوں کے مکینوں کیلئے جنہوں نے پہلے ہی ایک سال تک اس کی تعمیر کی وجہ سے وقت اٹھائی تھی۔

سٹی گورنمنٹ قیمتوں کی فہرست سے تاجروں کی خلاف ورزی:

اشاعت: ڈان 9 اگست 2010ء

کراچی کے پھلوں اور سبزیوں کے تاجروں نے جمعرات کو سٹی اڈمنسٹریٹر جناب فضل الرحمٰن سے ایک دن پہلے وعدہ کیا تھا کہ وہ فہرست نرخ نامہ پر قائم رہینگے۔ دوکانداروں نے CDGK نرخ نامہ برائے پھل، سبزی، بڑے کا گوشت، چھوٹے کا گوشت سے پرہیز کیا۔ سٹی ایڈمنسٹریٹر نے بڑی بڑی کریانہ مارکیٹ میں جا کر یہ بات نوٹ کی۔

ہمسائیگی پہ نگاہ

شہری نے شہر کے رہائشی کو دعوت دی کہ اپنے خدشات، تحفظات ان معاملات میں جو منفی تاثرات اپنے ہمسایہ کے ماحول سے پیدا ہورہے ہیں ہمارے علم میں لائیں برائے مہربانی ہمیں لکھیں دستاویزی ثبوت کے ساتھ تاکہ انکے حل کی کوشش کی جائے۔''دی اسکوائر'' عمارت کی پہلی منزل کی راہداری (دالان) کا ناجز قبضہ، عمارت ''دی اسکوائر'' کی پہلی منزل کی ''سٹی ویو'' کے ساتھ آمیزش ''دی اسکوائر'' عمارت کے دفتر ان کے مالکان پلاٹ نمبر156 BYJ شہید ملت روڈ کراچی آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ ہم نے یہ دفاتر خریدے اور2001 میں لیز کیئے۔

پچھلے ہفتے ہماری پہلی منزل کی خصوصی راہداری پر قبضہ کیا گیا اور چوتھی منزل سے آنے والی سڑھیوں کو بند کر دیا گیا۔

''سٹی ویو'' کی عمارت جو زیر تعمیری ہے پلاٹ نمبر157 ہمارے بالکل سیدھے ہاتھ پہ واقع ہے۔''دی اسکوائر'' دونوں عمارات کی آمیزش کی خواہاں ہے ہم مالکان یہ (آمیزش) نہیں چاہتے اور اس عمل پہ سخت احتجاج کرتے ہیں ''سٹی ویو'' کی عمارت نے ایک ''بانس کا بنا ہوا پل'' بھی اپنی عمارت سے ہماری عمارت کے بالائی چھت پہ تعمیر کیا ہوا ہے جو تحفظ کے خدشات کو جنم دے رہا ہے۔(لہذا) ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ برائے مہربانی پہلی منزل کے قبضے کو ختم کیا جائے اور بانس کے بنے ہوئے پل کو بلائی چھت سے ہٹایا جائے۔

دفتر نمبر۱۰۱
ایم رہائشی تاجر سورما

دفتر نمبر۲۰۷
عمران غنی

دفتر نمبر۴۰۵
احمد یوسف

دفتر نمبر۲۰۶
اشرف عثمان

دفتر نمبر۳۰۶
راشد ہاشمی

دفتر نمبر۲۰۱
ایم رہائشی تاجر سورما

دفتر نمبر۸۰۵
راشد ہاشمی

دفتر نمبر۲۰۱
ایم رہائشی تاجر سورما

دفتر نمبر۲۰۸
عامر ہاشمی

شہری کی مصروفیات:-

اپنے مسائل کے حل کیلئے اکثر رہائشی جب شہری مسائل کا سامنا کرتے ہیں تو ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کس شخصیت یا ادارے سے رابطہ کیا جائے۔ اس اداریہ میں ہم اپنے ناظرین کو مدعو کرتے ہیں کہ اپنے تحفظات ہم سے رجوع کریں اور ہماری مدد سے استفارہ کریں۔ جو ہمیشہ ہم کرتے رہینگے۔

سوال:- کیا شہری "انسانیت کے حقوق" کیلئے بھی کام کرتی ہے؟

جواب:- ہاں شہری انسانی حقوق کیلئے بھی کام کرتی ہے۔ حال ہی میں ہم نے ایک کیس کا تصفیہ ہندوں کے مندر کے حوالے سے کیا۔ اسکے علاوہ بہت سے ہمارے آیندہ آنے والے منصوبے جیسے زیادتی آزادی معلومات اور گڈاپ ٹاؤن کا ترقیاتی منصوبہ انسانی حقوق سے منسلک ہیں۔

سوال:- میں ایک یونیورسٹی کا طالبعلم ہوں۔ میں کس طرح شہری کے منصوبوں میں شامل ہوسکتا ہوں؟

جواب:- شہری کو آپ کی طرح جوان اور پرعزم لوگوں کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں فی الحال دو عدد یونیورسٹی کے طلباء ہفتہ میں دو مرتبہ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ اپنے کوائف سے ہمیں بذریعہ E-mail مطلع کریں۔ ہم اسکا مطالعہ کرینگے اور آپ کے مطابق ممکنہ کام کیلئے کوشش کرینگے۔

سوال:- میں واقعی بہت متاثر ہوا کہ کس طرح شہری نے "میکرو" کیس میں طبع آزمائی کی؟ موجودہ صورتحال کی کیا نوعیت ہے؟

جواب:- سپریم کورٹ "میکرو" کو لائز ایریا میں اپنے طویل القامت تجارتی نکاس کو بند کرتے اور ۹.۱۴ ایکڑ کے رقبے کو خالی کرنے جس عمارتی ڈھانچہ تعمیر ہوا تھا اپنی اصلی کھیل کے میدان کی حیثیت میں بحالی کا حکم دیا۔ "میکرو جیب" کو تین ماہ دے گئے اس فیصلے کی تاریخ سے تا کہ اپنا ڈھانچہ ہٹائے کھیل کے میدان سے۔ اسے اپنی اصلی اور اسی حیثیت میں واپس لائے جس طرح وہ سب لیز کی تاریخ میں تھا اور اسکی خالی جگہ کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی (CDGK) کے حوالے کرے۔

شہری کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج ذیل کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جتے ھیں

١۔ قانونی
٢۔ میڈیا اور بیرونی روابط
٣۔ آلودگی کے خلاف
٤۔ پارکس اور تفریح
٥۔ بندوق سے پاك معاشرہ
٦۔ مالی حصول

شہری میں شمولیت اختیار کیجئے۔
ایك بھتر ماحول کی تخلیق کے لئے

شہری سی بی ای کے نام پر 1,000 روپے کا کراس چیک
ایک پاسپورٹ سائز کے ساتھ بھیجیں۔
شہری برائے بہتر ماحول R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس، کراچی۔ 75400 پاکستان۔
ٹیلی فون/فیکس 3453-0646

نام ______________________

ٹیلی فون دفتر ____________ ٹیلی فون رہائش ____________

پتہ ______________________

____

پیشہ ______________________

شہری کی رکنیت

2011 کے لئے اپنی رکنیت کی تجدید کرانا مت بھولیئے۔ (1,000 روپے) شہری میں شامل ہوں اور یک اچھے شہری ہونے کی حیثیت سے اس شہر کو صاف، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد کیجئے۔

2011

شہری میں شمولیت اختیار کیجئے
ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

ساحلی نقشے سازی:-

ساحل کراچی کا GIS نقشے سازی اور GIS پر مبنی تجزیہ برائی میرین آبی کچھویوں کے ٹھکانے، سینڈسپٹ/ہاکس بے ایکو سسٹم:-

شہری CBE نے ساحل کراچی کے GIS نقشے سازی کا منصوبہ، گرین آبی کچھوؤں کے ٹھکانے کا ایک تفصیلی مطالعہ سینڈسپٹ/ہاکس بے بیچ ایکو سسٹم پورا کرلیا ہے۔ چند کلیدی دریافت اور تجاویزات کو ذیل میں قلمند کیا گیا ہے۔

منصوبے کا ہدف ایک مستند اور سائنسی بنیادوں پہ قائم منصوبہ بندی، انتظام اور مانیٹرنگ کے لوازم مہیا کرنا ہیں تا کہ ساحل کراچی کے موثر اور دیرپا تحفظ کیلئے ایک عملی بنیاد قائم ہو سکے GIS کی بنیاد پر ساحلی کراچی پر لبنے والی جنگلی و آبی حیات کی عمومی اور ہاکس بے/سینڈسپٹ کے سا حلوں پر کچھوؤں کی افزائیش نسل کے ٹھکانوں کی خصوصی طور پر ہو سکے اور عمل رد آمد کیلئے قانونی اور ادارہ جاتی وسعت تخلیق کرنے کی سہولیت فراہم ہو سکے۔

مندرجہ ذیل اہم مقاصد کی نشاندھی کی گئی۔

جغرافیائی نقشے سازی کی تعمیر برائے ذخیرہ کاری اور خلائی ڈیٹا کاروبار حاصل کرنا (بشمول فہرست خلائی وضع قطع اور مجموعی نقشے) GIS نقشہ ایک آلڈ کار کی تیاری جو خلائی تجزیہ کے طریقے مہیا کرے، جغرافیائی خاکے برائی خلائی ڈیٹا جس سے ایک افہام و تفہیم کے طریقے اور ترکیب کچھ عرصے کیلئے حاصل ہوں۔ سٹے بات گی نشاندھی کیلئے گروہی تائید اور منصوبے کی حمایت حاصل کرنی ہوگی۔

میدانی مطالعہ:

آبی کچھوؤں کے ٹھکانوں کیلئے بڑے پیمانے پر ایک تفصیلی گراونڈ ڈیٹا کے تجزیے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لئے اعلیٰ قرارداد سٹیلایٹ سیارہ کی صورتیں حاصل کی گئیں جو کچھوؤں کے ٹھکانوں/گڑھوں کی نشاندہی کرسکیں (جسامت ایک میٹرے سے 1.7 میٹر کے درمیان) لہذا حالیہ ''کوئیک برڈ'' کی صورتوں کو ستمبر 2009ء کیلئے حاصل کیا گیا۔ (اکتوبر 2009 میں حاصل کیا گیا) جیسا کہ ٹھکانوں کے گڑھے صاف نظر آتے ہیں جو کئی سالوں تک ٹھکانوں کی تفصیل دکھا سکتا ہے۔ محدث شیشے کے ذریعہ ہم نے مزید

اس تاثر کو بڑھایا تا کہ زیادہ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک عام آدمی کو نظر آئے۔ اسکے علاوہ GIS پہ مبنی اصلی مادّہ کی تہ حاصل کئے گئے۔ کچھوں کے استعمال سے متعلق GIS بنانے میں کچھ اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

ڈیٹا کی تجدید میدان کے سرسری جائزے سے ہوئی جسکا ماہر حیاتیات نے ساحل کے ٹھکانوں سے 100 میٹر کے وقفہء فاصلہ پر اہتمام کیا۔ یہ بات بھی خوش کن ہے کہ جو ٹھکانوں کی نشاندہی کی گئی سٹیلائٹ کی صورتوں میں وہ 100 فی صد ہم آہنگ تھیں میدانی ڈیٹا کے احاطہ کے حوالے سے۔

GIS۔ گرافک انفارمیشن سسٹم کی تشکیل:

ایک وسیع النظر ''گرافک انفارمیشن سسٹم''۔ GIS کی ترقی کیلئے بڑھوتی سٹیلائٹ ڈیٹا کو تبدیل کیا گا خاصیت کے حاصل ڈیٹا سے۔ راسٹر ڈیٹا پہلے UTM ہم پلّہ کی تجویز پیش کی (N42 ZONE) اور ایک میزان پہ قرار کیا 1:1000 کے تناسب میں ARCGIS کے

استعمال سے۔ یہ پھر محتاط واضع قطع کے ترکیبی بناوٹ ویکٹر کے نمونے بنے۔
میں۔ سارے کا سار GIS اس میزان میں نقشہ بندھے تا کہ مادہ کی اصل شکل اور ہم پردئے سیمپن کے علم الاعداد کی ٹیکنک کے ذریعے حاصل کرسکیں۔

خاص خاص وضع قطع جو ترقیاتی بنیادوں پہ وضح کی گئیں وہ ''جھونپڑیاں'' اور جھونپڑیوں کا احاطہ، حد بندی، جھونپڑی کا قبضہ، خط رطوبت، خشک ریتلے مقامات اور ٹھکانوں (کچھوؤں کے) کے ریتیلے ٹکڑے۔ راستے کچرے کی جگہیں، پانی کی لائن یقینی طور پر کچھ ہم پلّو معلومات بھی ہیں جن کو منظر عام پہ لانے کی ضرورت ہے بنیادی مطالع کی خاطر جن میں اہم ترین جھونپڑی نمبر ہیں بد قسمتی سے یہ مارک کرنا مشکل تھا چونکہ کوئی خلائی سیر پر گھروں کی شماریات انہیں کی گئی۔ اس ڈیٹا کی کمی سے نمٹنے کیلئے ہم نے ہر جھونپڑی کی تصویر کو کثیر الزاویہ انداز سے منسلک کردیا۔ اس عمل نے ہمیں ایک مستند معلومات سے آگاہی دی امداد باہمی اور جھونپڑیوں کی تعداد کے علاوہ یہ تمام کوائف معلوماتی سسٹم میں مدغم کئے گئے۔

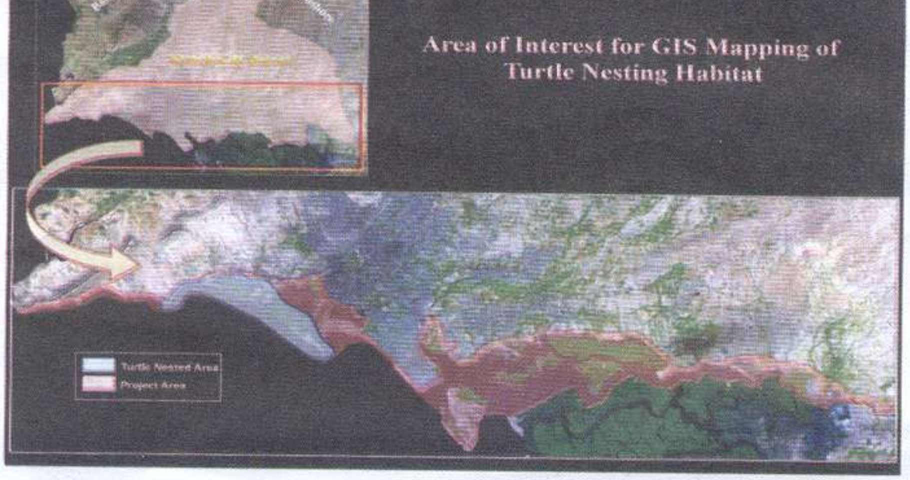

حمنی (نقشہ دار) ڈیٹا:

ساحلی G I S بنایا گیا (ڈوئڈ پکسلو) اعداد سے ترتیب شدہ (قسمیں جس کی ہول کے جنگلات پ، پانی سے ڈھکے علاقے) ساحلی پانی، سرسبزی، نو آبادی) سٹیلائٹ صورتیں۔ سب سے اہم ڈیٹا کی تہ وہ دھن (موسیقی) ہیں جو کچھوآن کے ٹھکانوں پہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ کچھوؤں کے ٹھکانے 2005 سے 2009 تک کی نقشہ بندی HRS کے ڈیٹا کی مدد سے ہوئی۔ پھیلاؤ ''منوڑہ'' مشرق میں سے لیکر ''کیپ موزنے'' مغرب تک سال 2005ء میں سنگ مرمر کے محافظ خانہ کچھوؤں کے ٹھکانوں کی خلائی تقسیم کی نشاندہی کیلئے سنگ مرمر کے محافظ خانہ کی تصویر کا استعمال ہوا بھارتی توضیح کیلئے تمام ٹھکانے داخلے کی دھن پہ مارک کئے گئے۔ کل تعداد 478 ٹھکانوں کے علاقے کی نشاندہی ہوئی 2005ء میں اسی طرح 2008ء میں ٹھکانوں کی ڈیٹا سیٹ کو آباد کیا گیا گوگل۔

ایرتھ ایماجریز۔ ایک براہ راست KMZ فائل گوگل ایرتھک میں کھول دی گئی اسکے بعد یہ فائل بھیج دی گئی ARCGIS سسٹم میں براہ راسفری (آسانی سے لے جانے والا) آلہ جوجسکے بعد ایک فائل کی شکل میں بھیج دیا گیا۔ اور ویکٹر دھن کی مانند ذخیرہ کاری کیلئے GIS ڈیٹا بیس میں ٹھکانوں کی بہتات کے ساتھ ساتھ کل ملا کر 155 ظاہر ہوئے 2009ء میں۔ موجودہ حاصل کی ہوئی صورتیں اس منصوبہ کیلئے ٹھکانوں کی نشاندہی کیلئے استعمال ہوا جو تقریباً 534 تھے سال 2005ء سے 2009ء تک ٹھکانوں کا بہت کم بڑھنا گھٹنا ہوا حالانکہ فہمیدہ (۱۹۹۹ میں) نے 1660 ٹھکانوں کی نشادہی کی ٹھکانوں کے موسم میں 13,120 اسکوائر میٹر کا رقبہ جسکی لمبائی 780 میٹر اور سارا بیچ کا پھیلاؤ تقریباً 9 کلومیٹر ہے تمام نقشہ جاتی مکانوں کے 52% فی صد 9 کلومیٹر بیچ (ساحل سمندر) کی 0.78 کا رقبہ کلومیٹر ریتلی پر واقع ہے قانونا خدودرقبہ 68813 تا اسکوائر میٹر ہے لیکن تعمیری ڈھانچہ 189,48 اسکوائر میٹر ہے اسطرح مقبوضہ جمع کی جاچکی ہے) علاقے کی حد (کار پارکنگ/ نگہبانی) 256689 اسکوائر میٹر بنتی ہے (کل ساحلی جھونپڑیاں 823 ہیں)

اس نے ہمیں بہت قیمتی معلومات فراہم کیں کیونکہ ہم نے معلوم کیا کہ کچھوے زیادہ اپنے ٹھکانے ریت کے علاقوں میں بناتے ہیں کیونکہ انہیں وہاں انڈے دینے کیلئے کھدائی میں کافی سہولت ہے سب سے زیادہ ٹھکانوں کے علاقے ریتلی زمین میں جنکی اونچائی 3 سے 5 میٹر ہوتی ہے جبکہ ''نوسیٹ زون'' کی پیائش 1 سے 1.5 میٹر ہے۔ ہر سال کے لئے آئندہ نظریہ قائم کرنے کیلئے ریتلی زمین ''ٹھکانوں'' پانی اور رطوبت کی لکیر کی تعمیر کی گئی۔ کثیر الراویہ (ریتلے ٹیلے) تقریباً 24,447 اسکوائر میٹر پہ واقع ہیں۔ ریتلے ٹیلوں کی تجدید مزید مضبوط کیا۔ ''سوائل اینڈ گرین انالیس'' اور پضیو میٹر ڈیٹا کی مدد سے۔

GRAIN ANALYSI S ''گرین انالیس'' کی مدد سے معلوم ہوا کہ ہلکی اور فائن ریت کی افراوط کچھوؤں جیسا کہ خا کہ نمبر 10 وہ بہت جلد اسے کھود کر اپنے ٹھکانے اور انڈے سینے کہ جگہ بنا لیتے ہیں جیسا کہ خا کہ نمبر 10 سے ظاہر ہے کہ بلند کثافت والے کچھوں کے ٹھکانے گاڑی ریت کی زمین میں دیکھنے گئے۔ سینڈ سپٹ سے تقریباً 10 زمینی پودے (مخز) (کا کا پیر سے سینڈ سپٹ) تا کہ زمین کی ہیت کی تفصیل زمین کے نمونے کا تجزیہ (رپورٹ

پیذومیٹر کا سروے:

پیذومیٹرز مینی پائی کی گہرائی ناپنے کیلئے استعمال ہوتا ہے دونوں صورتوں کم اور زیادہ مدوجزر کے اوقات میں۔ یہ دریافت ہوا کہ زیادہ کثافت میں کچھوؤں کے ٹھکانوں کی جگہیں گہرے پانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اختتامی مشاہدات:

منصوبے کی تنقیدی دریاف کچھوؤں کے ٹھکانوں کی موافقت اور انکشاف سینڈ بار پلیٹ فارم پر ہے۔ جو ڈیٹا اس منصوبے کے درمیان نکالا گیا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ریتلی ٹیلوں کا پلیٹ فارم اپنے خاص ظاہری اور فطری خصوصیات کے تناظر میں مہیا کرتا ہے اعلیٰ درجے کی مناسبت کچھوؤں کے ٹھکانوں کیلئے۔ کچھ کلیدی خاصیتیں جیسے زمینی آمیزش، زمینی پانی کی سطح، کٹاؤ اور اتار چڑھاؤ کا پیانہ اور بلندی پانی کی حد بندی کا جائزہ لیا گیا اور کچھوؤں کے ٹھکانوں سے رابطہ جوڑا گیا۔ ممکنہ روابط ساحلی تبدیلی اور لہروں کا تموج کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا اور یہ مشورہ دیا گیا کہ تفصیلی میدانی مطالعے اور تجزیے جو کئی عرصہ سے رکھے ہوئے تھے کو دوبارہ بروئے کار لایا جائے خصوصی نقطۂ نگاہ موجودہ ساحلی کیفیات جیسے کہ ''کا کا پیر گروین'' ماضی میں بھی مطالع کیئے گئے تا کہ کچھوؤں کے ٹھکانوں کی کیفیت، ماہیت کو سمجھا جائے اور کثافت کی دوبارہ تبدیلی بحر حال یہ منصوبہ پہلی مرتبہ۔